Pour Sol– Paris

موؤدہ

مصنّفہ

مصوّرِ غم علّامہ راشد الخیری صاحب دہلوی

جس کو باخذ جملہ حقوق

صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ

پنڈی بہاؤالدین پنجاب

نے ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی مینجنگ ڈائرکٹر کے

اہتمام سے چھپواکر شائع کیا

مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس بھاٹی دروازہ لاہور

باہتمام منشی محمد لطیف خاں پرنٹر

بار سوم　　تعداد جلد ایکہزار　　قیمت فی جلد ۸؍

صُوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین (پنجاب)

ڈائرکٹر صاحبان

(۱) ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بی۔اے (آکسن) ایل۔ایل۔ڈی بیرسٹرایٹ لاء لاہور
(۲) شیخ محمد ممتاز صاحب فاروقی بیرسٹرایٹ لاء گجرات۔
(۳) سردار محمد عبداللہ خاں صاحب افسر خزانہ بغداد شریف۔
(۴) رحمت علی خانصاحب پریذیڈنٹ مُسلم ایسوسی ایشن آف امریکہ کیلی فورنیا۔
(۵) ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صُوفی پنڈی بہاؤالدین منیجنگ ڈائرکٹر۔

یہ کتاب اور دیگر کئی نادر بیش قیمت کتابیں صُوفی پرنٹنگ کمپنی کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہیں

اسکے اراکین جنہوں نے پچیس یا زیادہ حصّے خریدے حسب ذیل اصحاب ہیں:۔

(۱) حضرت سجادہ نشین صاحب جلالپور شریف (۲) بابو ویالداس صاحب کھیچہ ہیڈ کلرک سپلائی و ٹرنسپورٹ بوشہر ایران ساکن مکّی مروت ضلع بنّوں (۳) کپتان جمال الدین صاحب بہادر آئی۔ ایم۔ ایس الہ آباد (۴) جمعدار عطا محمد صاحب ساکن بھوہ حال ۱/۲۲ فرانٹیئر فورس مردان (۵) ایم۔ایم اسلم خاں صاحب پیٹرس ہوس کالج کیمبرج (۶) صُوفی اسلامیہ سکول پنڈی بہاؤالدین (۷) چوہدری عالم دین صاحب آف سہنہ انسپکٹر ڈاک خانہ جات لورالائی بلوچستان (۸) شیخ محمد ممتاز صاحب فاروقی بیرسٹرایٹ لاء گجرات (۹) ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور (۱۰) پروفیسر شیخ محمد جمیل صاحب اورسیر کنوڈ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے (۱۱) رحمت علی خانصاحب پریذیڈنٹ مُسلم ایسوسی ایشن آف امریکہ (۱۲) ایک خاتون معرفت ایڈیٹر صاحب صُوفی (۱۳) ملک محمد اکرم خانصاحب ذیلدار پنڈی بہاؤالدین (۱۴) بابو معراج الدین صاحب کلرک لوکو سپرنٹنڈنٹ آفس یوگنڈا ریلوے کلینڈائن ممباسہ (۱۵) شیخ محمد بلال صاحب شام چوراسی ضلع ہوشیارپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موٗودہ کا بچپن ہماری نگاہ کے روبرو اور اس کی پیدائش اور پیدائش کا اہتمام ہماری آنکھ کے سامنے ہے۔ یہ تو خدا اس ماں بیچاری کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے جس کے طفیل بدنصیب کو یہ نام بھی میسّر ہوگیا ورنہ سنگ دل باپ مودود حسن کا بس چلتا تو مسیتاً گلو مسلونہ معلوم کیا نام نصیب ہوتا ولادت کا سامان اور پیدائش کی تیاریاں دنوں پیشتر اور مہینوں پہلے شروع ہو چکی تھیں۔ کُنبہ بھرپُورا ور خاندان پورا تھا مگر بڑے سے چھوٹے اور مرد سے عورت تک ہر شخص اپنی توقعات میں کچھ ایسا تیقّن تھا کہ بیٹی کے پیدا ہونے کا وہم وگمان بھی تو نہ ہوتا۔ بہ ظاہر سب مُسلمان تھے اور تھے کیا سمجھتے بھی تھے اور تھے بھی لیکن خدا سے کسی واسطہ کا یقین یا شُبہ مرنے کے بعد ہو تو ہو دُنیا میں تو ہر کوشش کا نتیجہ کبھی اپنی عقلمندی پر محمول کیا اور کبھی واقعات پر یہاں تک ہُوا ہے اور ایک دو دفعہ نہیں کئی دفعہ کہ کبھی کسی بڑی بوڑھی مُغلانی ماماتے خوش ہو کر دُعا دی کہ خدا سپوتا کرے تو بجائے خوش ہونے کے مودود صاف بگڑ گیا اور کہہ دیا بیٹی ذلیلوں کے یہاں ہوتی ہے ہم سے کیا واسطہ ہمارے یہاں بیٹا یقینی اُچھلتا کودتا بیٹا سات دودھ دھویا بیٹا بیٹوں کی کمی کیا تین بیٹے اور موجود تھے۔ کچھ یہ نہ تھا کہ مودود نگوڑا ناٹھا ہو مگر پھر بھی کیفیت یہ تھی کہ جس روز سے امید کی خبر سُنی بیوی کی خاطر مدارات اور اپنے خیالات و توقعات میں آسمان زمین کا فرق ہوگیا یہ کچھ مودود ہی کی حالت نہیں خاندانی مراق تھا کہ اسّی برس کے بڈھے پھونس بھی اسی ارمان میں مرے

کہ ایک لڑکا اور ہو جاتا مغلوں کا یہ بابری خاندان کتنا ہی بڑھ بڑھ کر بولے اور چڑھ چڑھ کر کہے ان کی نجابت و شرافت ہمارے سر آنکھوں پر مگر عورت کے متعلق تو انہوں نے جہالت قبل از اسلام کا پورا نمونہ دکھلا دیا اور ایسے ظالم شقی القلب سفاک نکلے کہ ان کے خیال سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ مودود کا پردادا پتھر انسان تھا جس نے بھرے پنچوں کے سامنے اور تمام خاندان کے روبرو دُو بے زبان بچیوں کا گلا گھونٹ کر پیوندِ زمین کر دیا اور تیوری پر بل تک نہ دیا ہنس ہنس کر مارا اور کھل کھل کر دبایا بابری اس کو جی چاہے کہیں اور جو جی میں آئے سمجھیں مگر ہم تو خدا کی قدرت ہی کہیں گے کہ پوری ایک صدی تک خاندان بھر میں لڑکی پیدا نہ ہوئی بچے ہوئے اور اگر تمام خاندان کا حساب کرو تو سال میں ایک یا دو نہیں تین تین اور چار چار مگر جہاں دیکھو لڑکا اور جدھر دیکھو لڑکا اس اعتبار سے تو مودود چنداں قابل الزام نہیں کہ لڑکوں ہی کی پیدائش میں بچہ ہوا اور اسی میں جوان مگر بیوقوف اتنا تو سمجھتا کہ یہ ہم جو دوسروں کی بیٹیاں دھڑا دھڑ لا رہے ہیں تو ہم میں ایسے کیا سرخاب کے پر ہیں لیکن اتنی عقل ہوتی تو رونا کاہیکا تھا بابری خاندان کے جوان کی پہچان الگ تھی دونوں موچھیں آسمان سے باتیں کرتی تھیں اور یہ ان کی آن کہ صرف لڑکی کی پیدائش ہی ان کو نیچا کرے گی پورے ننانوے سال تک زور شور سے رہی مگر مودود کی بیوی محسنہ کی یہ امید بلائے بے درماں ثابت ہوئی۔ اہتمام کی شان یہ تھی کہ وضع حمل سے مہینہ مہینہ بھر پہلے دُنیا بھر کے ہیجڑے اور بھانڈ میراثنیں اور طائفے آ کر جمع ہو گئے روپیہ کی کمی نہ تھی ایک مودود اکیلا پورے تعلقہ کا مالک اور دو لاکھ کی جائداد پر قابض تھا۔

علاقہ میں اس سے بڑے بڑے تعلقہ دار ایک دو نہیں دس پانچ موجود تھے مگر وہ بھی ایسا گیا گذرا نہ تھا برابر کی ملاقات رکھتا اور پوری ٹکر جھیلتا جلسوں میں

چندوں میں تجویزوں میں اعلانوں میں اس کی شخصیت کسی سے کم نہ رہتی تھی بڑی بات اس کا دل تھا کہ اشرفیاں جب تک جیا ٹھیکریوں کی طرح اُٹھائیں اور دولت جس وقت تک رہا کوڑیوں کی مانند بھائی گھوڑے۔ گائے بھینس۔ گاڑیاں۔ چھکڑے یہ وہ غرض زمینداری کا بکھیڑا جو جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہ تھی بلکہ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ وقت پر کوئی چیز کسی کے یہاں نہ ملی ساری بستی میں ڈھونڈی اور ملی تو مودود کے ہاں افسوس اس بات کا ہے کہ ایسے گھر اور ایسے شخص کے گھر میں جو وقعت بیوی کی ہونی چاہیئے وہ نہ تھی اس کو بیوی کی محبت ضرور تھی اور اس سے بھی انکار نہیں کہ وہ بعض اوقات اس کی تکلیف سے متاثر بھی ہوا مگر یہ جذبہ محبت اس پرند سے کم نہ تھا جو کنار دریا پر مادہ کے شکار ہو جانے سے چند لمحہ کے واسطے درختوں کی شاخوں پر بیٹھ بیٹھ کر مضطربانہ واویلا کرتا ہو اور تھوڑی دیر بعد قطعاً فراموش کردے ہماری رائے میں جو تعلق مودود کو محسنہ سے تھا اس پر محبت کا اطلاق بہت مشکل سے ہوگا یہ صحیح کہ وہ اس کے آرام و آسائش کا کھانے پینے کا روٹی کپڑے کا رہنے سہنے کا خیال رکھتا انتظام کرتا مگر اس کا بڑا حصہ بھی اس کی نفسانیت سے متعلق تھا۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ محسنہ بیمار ہوئی بلکہ ایک دفعہ تو خدا ہی کے یہاں سے بچی گرمی میں نمونیا ہوا اور اس شدت کا کہ دیکھتے ہی دیکھتے جان کے لالے پڑ گئے مودود کیا حکیم اور ڈاکٹر سب مایوس ہو چکے تھے مگر زندگی تھی بچ گئی۔ ایسے شدید مرض اور خطرناک علالت سے بچنا ہنسی کھیل نہ تھا۔ نقاہت اس درجہ بڑھی کہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ تک چلنے پھرنے کے قابل نہ ہوسکی مودود دس پانچ روز تک تو خاموش رہا مگر پھر صاف کہہ دیا اور کچھ چُپکے سے نہیں چوری چھپے نہیں کُھلم کُھلا اور ہانکے پکارے کہ ٹوٹا باسن کس کے سر اگر بیماری کا یہی رنگ اور مرض کے یہی ڈھنگ ہیں تو چند روز کے واسطے

میکے چلی جاؤ تندرست ہو کر چلی آنا مجھے تو اور تمہاری طبیعت دیکھ دیکھ کر اذیت
ہوتی ہے یہ بھی کوئی بیماری ہے کہ اِدھر نہ اُدھر اُدھر میں پڑے لٹک رہے ہیں
مُوت یا زندگی دو ہی چیزیں ہیں آدمی اُٹھ بیٹھا یا چلد یا چلو چھٹی ہوئی اوپر والوں کو
تو کھٹائی ہیں نہ ڈالا ہنسنا یا رونا دو ہی کام ہیں ہنسنا ہُوا ہنس لئے رونا ہُوا رو لئے
مگر جو کچھ ہونا ہے ایک دفعہ ہو لے یہ کیا کہ دن رات رو رہے ہیں بیمار تم ہوا در پریشان
مَیں کوئی کام مَیں نہیں کر سکتا کوئی کاج مجھ سے نہیں ہوتا کہیں جانے کا مَیں نہیں
آنے کا مَیں نہیں آنکھ سے اوجھل ہو جاؤ گی تو یہ ہر وقت کی تشویش تو رفع ہو جائیگی۔
یہ ہیں وہ وجوہ جن کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ گو کنبہ بھر میں مودود کی محبّت مشہور
تھی اور لوگ سمجھتے تھے کہ محسنہ کی زندگی بیشک اور بے شُبہ کامیاب زندگی ہے مگر
حقیقی محبّت جو کامیابی کا راز ہے محسنہ کو میسّر نہ ہوئی یُوں تو جانور پال لیتے ہیں اس کا
بھی خیال ہو جاتا ہے ہاں اس سے انکار نہیں کہ دیکھنے میں بعض باتیں اس سے ایسی
ظہور میں آتیں کہ محبّت کیا عشق کے درجہ کو پہنچ رہی تھیں۔ نمونیا کے ابتدائی تین دن
اور تین راتیں اس طرح گزاریں کہ اس نے بیوی کی پٹّی دم بھر کو بھی نہ چھوڑی ایک
چھوڑ تین تین لڑکے تھے معاملہ کو سمجھا اور بات کو دیکھ سکتے تھے۔ ماں کے واسطے
جس قدر مضطرب اور جتنے بیقرار ہوتے جائز تھا مگر آئے بیٹھے پوچھا، اور چلے گئے خدمت
جس کا نام ہے اور ہمدردی جس کو کہتے ہیں وہ لاریب مودود نے کی مگر یہ جو کچھ تھا سبھی
کڑھی کا ابال یا دودھ کا جوش دو تین روز کے بعد سب ختم چوتھے روز تو یہ رنگ
تھا کہ کھڑے کھڑے آیا ایک آدھ بات کی اور سیدھا ہو لیا حد یہ ہے کہ کھانا جو بارہ
مہینے زنانہ میں کھایا باہر جانے لگا اس طبیعت کا انسان جس کے مزاج میں استقلال
کا کبھی خیال بھی پیدا نہ ہُوا صادق ہو ہی نہ سکتا تھا جس طرح اور بہت سی باتیں
تھیں کہ رو کی طرح دماغ میں آئیں اور وہ جوش پیدا ہُوا کہ دیکھنے والے اور سُننے والے

کہتے اور سمجھتے کہ یہ کام ضرور پورا کرکے چھوڑے گا اور چند روز بعد ایسا ٹھنڈا پڑا کہ
اس سیلاب کا خواب میں بھی نشان نہ تھا اسی طرح یہ محبت کا طوفان بھی تھا کہ
امڈانے پر آتا تو دنیا وما فیہا سب فراموش اور گیا تو ایسا جیسے گائے کے سر سے
سینگ۔

المختصر ولادت کے اہتمام کی تو یہ دھوم دھام کہ ضرورت کی تمام چیزیں اور اس
سلسلہ کا سب اسباب مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے فراہم کر لیا حتیٰ کہ انگریزی دائی بھی اسے
خواہ دائی کہو یا لیڈی ڈاکٹر پندرہ روز پہلے سے آموجود ہوئی اور عین وقت کی حالت
یہ کہ ۳ بجے سے موءودہ دردِ زہ میں تڑپی چار گھنٹے دن کے اور سات گھنٹے رات کے
بے انتہا پریشانی میں گذرے مگر رات کے ۲ بجے جب دائی گھبرا کر نکلی اور موءودہ سے
کہنا چاہا کہ مجھ کو رنگ اچھے نظر نہیں آتے احتمال ہے کہ بچہ پیٹ میں مر گیا تو
بیخبر پڑا خراٹے لے رہا تھا مگر یہ دائی کا وہم تھا اور وہ ڈرتی تھی کہ بڑا گھر ہے اگر
کہیں ایسی ویسی ہو گئی تو نہ معلوم یہ شور پشت لوگ کیا مصیبت ڈھادیں۔ در حقیقت
درد کی انتہائی تکلیف سے چند لمحہ کے واسطے بچہ کی حرکت بند ہو گئی تھی ورنہ اندیشہ
کی بات نہ تھی پلٹ کر دیکھتی ہے تو بچہ زور شور سے پیٹ میں دوڑا پھر رہا ہے اپنی
طرف سے کوئی ممکن تدبیر ایسی نہ تھی جو دائی نے چھوڑ دی ہو مگر بچہ پیدا نہ ہوتا تھا
اور نہ ہوا موءذن اذان دے رہا تھا کہ موءودہ بھی بسترِ راحت سے اُٹھے کچھ نماز کے
واسطے نہیں بلکہ لوگوں کے غل غپاڑے سے اور پہلی بات یہ ہی دریافت کی کہ کیا
ہوا جب یہ سُنا کہ ابتک کچھ نہیں ہوا اور تکلیف بہت زیادہ ہے تو گھبرا کر دروازہ پر
اور ایک آواز دے کر اندر محسنہ مچھلی کی طرح درد میں تڑپ رہی تھی دائی سے پوچھا کہ
اسقدر دیر تو کبھی نہیں لگی اور ایسی تکلیف بھی آجتک نہیں ہوئی کیا وجہ ہے؟
دائی۔ میری رائے میں بہت جلد بچہ پیدا ہو جائیگا۔ درد ہے ضرور۔ مگر جس شدت کا

ہونا چاہئے اتنی شدّت کا نہیں ہے۔

محسنہ کو دائی کا یہ جواب ناگوار ضرور ہُوا اور اگر تکلیف کی یہ کیفیت نہ ہوتی تو وہ ضرور دائی کو ایسا جواب دیتی کہ وہ بھی عُمر بھر یاد رکھتی مگر رُکتے رُکتے اتنا تو پھر بھی کہہ دیا کہ درد نے میری جان پر بنا دی اور آپ کی رائے میں ابھی درد شدّت کا ہُوا ہی نہیں اور کیا جان نکل جائے تو درد کی شدّت ہوگی۔

اسوقت البتّہ میاں کو بیوی سے یا بیوی کی تکلیف سے ہمدردی تھی مضطرب تھا پریشان تھا اندر آتا تھا باہر جاتا تھا دُعا نہیں مگر دوا میں کسی قسم کی کسر نہ چھوڑی دائی دوسری آئی چوتھی آئی مگر دوپہر تک بچّہ کسی طرح پیدا نہ ہُوا غالباً ایک بجا ہوگا کہ اِدھر سے بچّہ کے رونے کی آواز کان میں آئی اُدھر دائی نے مُبارکباد دی۔ لڑکی کی پیدائش کا خیال دماغ سے اسقدر دُور تھا کہ مودود ہی نے نہیں اور کسی نے بھی یہ دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی کہ کیا ہُوا۔ بچّہ کو نہلا دُھلا زچہ کو ٹھیک ٹھاک کر جب دائی چلنے لگی تو اس نے کہا کہ "سخت دقّت ہوئی ہے لڑکی پائل تھی"۔

اب البتّہ مودود نے ذرا تعجب سے سُنا مگر باوجود اس کے کہ دائی خالص انگریزی تھی اور یہ آنے جانے کا پہلا موقع مگر سمجھا کہ ہنسی سے کہتی ہے۔

مودود۔ جی نہیں لڑکی تو ہمارے یہاں ہو ہی نہیں سکتی۔

دائی۔ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

مودود۔ کیا عرض کروں مس صاحب ناممکن ہے۔

دائی۔ تو کیا آپ کی رائے میں مَیں غلط کہہ رہی ہوں۔

مودود۔ جی نہیں۔ مگر آپ کو دھوکا ہُوا۔

اس کے بعد دائی نے کچھ جواب نہ دیا اور چلی گئی۔ مودود دائی کی اطلاع کو مذاق سمجھتا ہُوا اندر آیا تو بڑے لڑکے نے جس کی عُمر نو ۹ برس کی تھی آگے بڑھ کر کہا

"ابا جان ننھی بوا پیدا ہوئی"۔

باپ۔ کیا بک رہا ہے لڑکی نہیں ہوسکتی۔

بیٹا۔ یہ ہی سب کہہ رہے ہیں مجھے تو خبر نہیں۔

باپ بیٹوں کی ایک ہی بات ہوئی تھی کہ ہندوستانی دائی بولی میاں یہ بیٹی بھی تنو بیٹوں سے افضل ہے کہ اللہ نے تمہاری بیگم کی جان بچائی جان ہی کے لالے تھے بیٹا اور بیٹی یہ ہی دو چیزیں ہیں اللہ تیسری کا مُنہ نہ دکھائے۔

مودود کو تو خیر رنج یا فکر جو کچھ بھی تھا مگر اصل رنج یا صدمہ جو کچھ تھا وہ محسنہ کو وہ ڈر رہی تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ سناٹا تو اس کو اسی وقت آگیا تھا جب سُنا کہ لڑکی پیدا ہوئی اب اسوقت مودود کے آنے اور اس طرح گھبرانے سے دل اور بھی دھکڑ دھکڑ کر رہا تھا کہ خدا خیر کرے جب باپ کو پورا اطمینان ہوگیا کہ لڑکی پیدا ہوئی تو یہ یقین ایک بلا تھی ایک مصیبت تھی ایک آفت تھی کہ غصّہ کے مارے چہرہ سُرخ آنکھیں لال بدن میں لرزہ اور ہاتھ پاؤں میں رعشہ تھا مُنہ سے کف اور آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے ٹہلتا اور سانپ کی طرح سر دُھنتا رہا کئی دفعہ قصد کیا کہ لڑکی کو اُٹھا کر زمین میں دے پٹخے یا گلا گھونٹ دے مگر جانتا تھا کہ خبر چھُپنے اور بات دبنے والی نہیں سزا یقینی اور نتیجہ ظاہر فیصلہ یہ کیا کہ رات بے رات جب موقعہ دیکھوں گا کام تمام کروں گا یہ ہی طے کر باہر آیا مگر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ تحصیلدار صاحب کی مُبارکباد پہنچی اور ابھی اس مُبارکباد سے پورا متاثر بھی نہ ہُوا تھا کہ تھانہ دار مُبارک مُبارک کہتے سر پر آدھمکے۔

(۲)

نکلی ہونٹوں چڑھی کوٹھوں بیٹی کا صرف پیدا ہونا تھا کہ تمام شہر میں خبر مشہور ہوگئی دوست آشنا عزیز اقارب افسر حکام سب ہی کو علم ہوگیا۔ اس شُہرت نے

منصوبوں کے چُنے چُنائے محل دم بھر میں ڈھا دیئے اور وہ جو گلا گھوٹنے کا قصد مصمم ہو چکا تھا وہ بھی ختم ہُوا۔

نزلہ برعضوِ ضعیف بچّی تو اس قابل تھی ہی نہیں کہ اس سے بدلہ لیتا لے دے کر ساری غلطی پورا قصور جو کچھ تھا وہ بیوی کا اس کے سر پڑی۔

بات چیت میں کمی لینے دینے میں لاپرواہی خرچ برچ میں تساہل تو اوّل ہی روز سے ہو گیا تھا ایک ہفتہ بھر بعد تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ کھڑے کھڑے بجائے تام آیا اُلٹی سیدھی دو چار باتیں وہ بھی محبّت یا ہمدردی کی نہیں غصّہ اور خفگی کی کیں اور چل دیا لڑکی ابھی آٹھ ہی روز کی تھی کہ اس کی شادی بیاہ کے تمام نقشے آنکھ کے سامنے پھر گئے یہ رنج ہاتھ دھو کر ایسا پیچھے پڑا کہ کھاتے پیتے سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے کسی موقعہ اور کسی حال میں وہ اس خیال سے علیحدہ نہ ہوتا محسنہ چند روز تک تو ہنس ہنس کے ٹالتی اور سُن سُن کی اُڑاتی رہی مگر ایک روز اس نے میاں سے کہہ ہی دیا۔

"لڑکے اور لڑکی کی پیدائش خدا کے اختیار میں ہے ننّھے پر خوشی اور ننّھی پر ناخوشی خدا کی ناشکری ہے وہ بھی اسی کی دین ہے اور یہ بھی۔ تم جو مجھ سے ناخوش ہو تو کیا یہ میرے اختیار کی بات تھی کہ میں نے بیٹے کو بیٹی بنا دیا اگر یہ میرے بس کا کام ہوتا تو میں ایسا کیوں کرتی"

مودود۔ کاش تم اس صدمہ سے واقف اس رنج سے آشنا اور اس نتیجہ سے باخبر ہوتیں جو اس ناشدنی منحوس ناہنجار مودودہ کی پیدائش میں مضمر ہے تو یہ الفاظ تمہاری زبان سے نہ نکلتے یہ لڑکی اپنے ساتھ ایک ایسی مصیبت لائی جس کا چارہ وہ مرض جس کا علاج وہ دُکھ جس کی دوا اور وہ آفت جس کا انسداد نہیں اس کی وجہ سے خاندان میں تفرقہ پڑا جو لوگ ننّو سال شیر و شکر رہے وہ ایک ایک

تنکے کی طرح منتشر ہوگئے جہاں پھوٹ کا کوئی نام بھی نہ جانتا تھا وہاں جوتیوں میں دال بٹنے لگی جائداد اس کی ہستی سے برباد علاقہ اس کے ظہور سے ناس اور عزت اس کی پیدائش سے ذلت ہو جائیگی کیا میں اسوقت کے واسطے زندہ ہونگا جب ایک شخص اس کی پالکی میرے دروازہ سے بیاہ کر لیجا دے کیا مجھے وہ وقت دیکھنا پڑے گا کہ ایک داماد میرے گھر پر بیٹھا ہو نہیں ہرگز نہیں موت بہت بہتر ہوگی اس منظر سے۔ تم عورت ہو بیوقوف ہو اس کی پیدائش نے میری تمام عزت آبرو آن بان پر پانی پھیر دیا یہ وہ چیز ہے جس نے بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں نیچی کر دیں۔

ایران کے ایک بادشاہ کا ذکر ہے کہ وہ روز شام کے وقت سیر کو نکلا کرتا تھا چونکہ وہ لوگ کجکلاہ کہلاتے ہیں حکم یہ تھا کہ سوا بادشاہ کے کوئی دوسرا شخص ٹیڑھی ٹوپی نہ اوڑھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ بادشاہ چلا جا رہا تھا سامنے سے اس نے دیکھا کہ ایک شخص ٹیڑھی ٹوپی رکھے چلا آرہا ہے حکم دیا کہ گرفتار کر لو اور سو روپیہ جرمانہ کرو اس حکم کی تعمیل کی گئی دوسرے روز پھر شام کو بادشاہ نے اس شخص کو ٹیڑھی ٹوپی اوڑھے دیکھا تعجب ہوا اور پھر وہی حکم دیا تیسرے روز پھر یہ ہی واقعہ دیکھا اور وہی سلوک کیا ساتھ ہی یہ حکم بھی دیدیا کہ اگر یہ باز نہیں آتا تو روزانہ سو روپیہ جرمانہ خزانہ میں داخل کر دیا کرے۔ یہ سلسلہ دو سال تک برابر جاری رہا اس کے بعد ایک دن بادشاہ نے اس کے سر پر سیدھی ٹوپی دیکھی تعجب بھی ہوا اور افسوس بھی اسی وقت حکم دیا کہ دربار شاہی میں یہ شخص حاضر کیا جائے حکم کی تعمیل ہوئی بادشاہ نے اس کے حوصلے اور ہمت کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا میں خوش ہوں کہ میری رعیت میں ایسے ایسے پابند وضع لوگ موجود ہیں کہ متواتر کئی سال تک تم نے بے غل وغش روپیہ ادا کیا اور ٹوپی سیدھی نہ اوڑھی ہیں

جانتا ہوں کہ تم تاجر ہو اس طرح تو خدائی کا خزانہ بھی ختم ہو جاتا بہرحال مجھے تمہاری یہ وضعداری پسند آئی۔ آج سے تم کو خزانہ شاہی سے سو روپیہ روز ملیں گے تم اسی طرح ٹیڑھی ٹوپی اوڑھ کر بازار میں نکلا کرو اور یہ روپیہ بطور جرمانہ کے داخل کر دیا کرو اتنا سنتے ہی سوداگر رو پڑا اور کہا "بادشاہ خدا کی عنایت اور آپ کے اقبال سے میرے پاس اسقدر کافی دولت موجود ہے کہ میں کیا میری سات پشتیں بھی سو روپیہ روز ادا کر کے ٹیڑھی ٹوپی اوڑھ سکتی ہیں مگر وہ ٹیڑھی ٹوپی آج رات کو بارہ بجے ختم ہو گئی اور میرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اس کی پیدائش نے میری اکڑ کا خاتمہ کر دیا اب بیٹی کا باپ ہو کر ٹیڑھی ٹوپی رکھنا کیا اس قابل بھی نہیں ہوں کہ گردن اونچی کر کے کسی سے بات کر سکوں"

تم خاک نہیں سمجھتیں کہ تمہارے یہاں اس لڑکی کی پیدائش نے میری تمام امیدوں اور امنگوں کا خاتمہ کر دیا اب مجھ میں یہ ہمت نہیں کہ کسی کے سامنے تن کر بات کر سکوں سو سال سے یہ بلا ہمارے گھر پر نازل نہ ہوئی تھی مگر اب تمہارے طفیل یہ مصیبت آئی تم جس طرح بھی ممکن ہو سکے اس کا گلا گھونٹو زہر دو یا کوئی تجویز کر کے اس کی زندگی پوری کر دو ورنہ یاد رکھو میں اب دنیا میں رہنے والا نہیں۔

محسنہ۔ میں تمہاری رائے میں دخل نہیں دیسکتی اور نہ یہ مناسب سمجھتی ہوں کہ اس کہانی کو جھٹلاؤں اور کہوں کہ کسی کا من گھڑت فسانہ ہے ممکن ہے ایسا ہوا ہو مگر جو کام قدرت نے اپنے اختیار میں رکھے ہیں جہاں عقل و تدبیر کا گذر ہی نہیں وہاں انسان کس طرح قابلِ الزام ٹھیر سکتا ہے رہا مار ڈالنا مصیبت ہے تو اور بلا ہے تو نہیں تو کالے ناگوں کی پرورش کرتی ہیں میری تو کلیجہ کا ٹکڑا اور انسان کی صورت ہے میں نے آخر نو مہینے پیٹ میں رکھا اور اب پانچ چھ مہینے سے خونِ جگر پلا رہی ہوں ہاں تم کو میں منع نہیں کرتی شوق سے اپنی خواہش پوری کر دمیں

یہ نہیں چاہتی کہ اس کی وجہ سے تمہاری زندگی برباد ہو۔

مودود۔ خرابی تو یہ ہی ہے میں تو آج کبھی کا کام تمام کر چکا ہوتا مگر حکام کو اس کی خبر ہو گئی اور میری طرف سے سب ایسے بدظن ہیں کہ اگر یہ کمبخت اپنی موت سے بھی مرجائے تو شائد یہ ہی شبہ کریں کہ میں نے مار ڈالا۔

محسنہ۔ تو اب جو تم بتاؤ وہ میں کروں۔

مودود۔ بتاؤں کیا خاک اور کروگی کیا پتھر تم کو جو مصیبت ڈھانی تھی اور اس کو جو بلا نازل کرنی تھی، وہ تم نے ڈھائی اور اس نے کر دی اب اس کا علاج اگر ہے تو میری موت اور کچھ نہیں۔

یہ کہتا ہوا مودود باہر چلا گیا محسنہ میاں کے تیور شروع ہی سے دیکھ اور سمجھ رہی تھی کہ لڑکی کی پیدائش نے یہ غضب ڈھایا ہے کہ راتوں کی نیند اور دلوں کی بھوک سب اُڑ گئی، کھانا پینا، ہنسنا بولنا سب چھوٹ گیا آئے سر منہ اوندھایا اور پڑ رہے آج عُقدہ پورا ہی کُھل گیا اور معلوم ہُوا کہ بیٹی بیٹی نہیں آفت اور مصیبت ہے اور اتنی کڑی اور ایسی سخت کہ توبہ توبہ۔

پہلے خیال تھا کہ باتوں ہی باتوں میں میاں کے خیال بدل دونگی اور اس آفت کو نعمت بنادونگی مگر اب جو واقعات نے دوسرا یقین دلایا تو میاں کی پریشانی سے بہت کچھ متاثر ہوئی اور سوچنے لگی کہ کیا کروں معاملہ ایسا ٹیڑھا اور بات اتنی پیچیدہ تھی کہ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑتی تھی۔

باپ کے صدمہ اور ماں کی پریشانی کے ساتھ ساتھ مودودہ کی عُمر لمحہ بلمحہ ترقی کرتی گئی اب مودود کو صرف ایک تسکین تھی اور وہ یہ کہ شاید اتفاق کوئی سامان ایسا پیدا کر دے کہ میں اس رنج سے نجات پاؤں آخر آئے دن سُنتا رہتا ہوں کہ فلاں بچہ مرگیا اکثر کانوں میں ماں باپوں کے رونے پیٹنے کی آواز آتی رہتی ہے

بار ہا یہ صدا کان میں آئی ہے کہ موتی جھرے کا زور ہے کسرا کے دن ہیں۔
کیا تعجب ہے کہ موءودہ بھی ان میں سے کسی کی بھینٹ چڑھے مگر جن کو لاڈ بھیتر ہے اُن کو دُکھ گھنیرے موءودہ کی پرورش کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا لاڈ اور پیار محبت اور اُلفت تو درکنار ماں کے سوا بدنصیب کو کوئی گود میں لینے والا بھی تو نہ تھا اور وہ بھی خدا معلوم واقعی یا میاں کے خوش کرنے کو گھنٹوں اکیلا کھٹولے پر چھوڑ کر گھر کے کام کاج اور میاں کے آگے تاگے میں پھرتی مگر کیا مجال جو وہ کبھی روئے یا آواز نکالے بیماری کیسی اور علالت کس کی دس گیارہ مہینے کی بچی مگر کسی دن اور کسی گھڑی یہ نہ سُنا کہ آج موءودہ کی اُنگلی بھی دُکھی ہو محسنہ کی بابت یہ خیال یقیناً ظلم ہوگا مگر مودود تو رات دن اس کا متوقع اور منتظر تھا کہ اس کی بیماری یا موت کی صدا کب کانوں میں آتی ہے ایک روز رات کیوقت دونوں میاں بیوی جاگ رہے تھے اور اسی سلسلہ میں گفتگو ہو رہی تھی مودود نے کہا دیکھو کیا اتفاق ہے لڑکے پیدا ہوئے تو کیسی کیسی دقتوں اور تکلیفوں سے پلے اور بڑے اس کمبخت کی بابت تو کبھی یہ بھی نہیں سُنا کہ آج بُخار ہے اور یہ عجیب لُطف ہے کہ لڑکے دہان پان اور یہ اتنی سی فتنی فیل کی فیل پرسون۔
میری نظر اتفاق سے جا پڑی معلوم ہوتا تھا ہاتھی کا بچہ لیٹا ہُوا ہے۔
محسنہ۔ ہاں خدا کی قدرت ہے وہ اپنے تماشے دکھا رہا ہے بڑے اور منجھلے دونوں کے دانت کیسی مصیبت سے نکلے ہیں کہ سارے گھر میں رونا پیٹنا مچ گیا تین دن تک دونوں وقت برابر ڈاکٹر آیا نشتر لگا یا دوائیں ملیں جب کہیں جا کر بخار اُترا مگر اس کمبخت کے چار دانت نکل پڑے اور آنکھ تک میلی نہ ہوئی۔
محسنہ اگر باپ کی طرح دشمن تسلیم کر لی جاتی تو مامتا کا تعلق ہی سرے سے کالعدم ہو جاتا۔ وہ ہاں میں ہاں ضرور ملاتی تھی اور بعض دفعہ نفرت کا اظہار شائد میاں سے

بھی کچھ بڑھ کر کر دیتی مگر اس نفرت میں مصلحت اور شکایت میں محبّت کی جھلک ہمیشہ موجود ہوتی موددو سمجھتا یا نہ سمجھتا ہم اس کو بھی محسنہ کی کامیابی ہی تصوّر کرتے ہیں ورنہ تعجب نہیں کہ اگر موددو کو شبہ ہو جاتا کہ محسنہ میرے دشمن کی دوست ہے تو شائد دشمن کے ساتھ دوست کو بھی سلام کرتا یہی وجہ تھی کہ بیوی نے شروع شروع میں تو دو ایک دفعہ خیر ورنہ ہمیشہ میاں کے سامنے گفتگو میں بچّی کی طرف سے بے رُخی ظاہر کی +

(۳)

اتفاق کی بات تھی کہ رات کو میاں بیوی کی یہ گفتگو ہوئی اور صبح کی نماز کو جو محسنہ اُٹھی اور دیکھتی ہے تو موؔدودہ بخار میں بھُلس رہی ہے اس غضب کا بخار ہے کہ چنے بھُون لو آنچ ہے کہ کُرتہ کے اوپر سے آ رہی ہے جان ہی تو نکل گئی میاں برابر میں سوتا تھا اور یہ حکم نہ تھا کہ رات کو کسی وقت بھی بچّی کے رونے کی آواز کان میں آ جائے یا علی الصباح اس کی صورت دیکھ لے اسی طرح اُٹھا سامنے کے الان میں لیجا لٹا دیا وضو کیا نماز پڑھی مگر پڑھی کیا خاک دھیان کہیں کان کہیں خیال کہیں آپ کہیں زبان پر اللہ اللہ تھا اور دل میں موؔدودہ موؔدودہ اُلٹی سیدھی لپک جھپک نماز پڑھی بچّی کو آ کلیجہ سے لگا بیٹھ گئی مگر پھر خیال آیا کہ میاں کی آنکھ کھُل گئی اور خلاف عادت یہ رنگ دیکھا تو نہ معلوم کیا آفت ڈھائیں وہیں چھوڑ چھاڑ باورچی خانہ میں آئی اور چاء وغیرہ کی دیکھ بھال کرنے لگی یہ بھی عجیب نازک وقت تھا اور گو بظاہر نہ معلوم ہو مگر حقیقتاً ایک شوہر کی یہ سنگدلی کچھ کم نہ تھی کہ اس کے خوف سے ایک ماں کلیجہ کی لگی کو اس کی ضرورتوں پر قربان کر دے جیسی بھی تھی اور جس حال میں تھی ماں تھی دل میں خراب وہم اور طبیعت میں بُرے خیال برابر آ رہے تھے مگر اتنی ہمّت نہ تھی کہ بچّی کو جا کر گود میں لے لے موددو اُٹھا مُنہ ہاتھ دھویا چاء پی دو چار

باتیں کر کر ا باہر گیا تو آئی اور بیمار بچی کو لے کر بیٹھی اب البتہ محسنہ کی حالت خراب
تھی بخار اور بھی تیز تھا اور بیماری کے اثر سے زیادہ بدنصیب کو یہ خیال تکلیف دے
رہا تھا کہ میری بات خدا کو ناگوار گذری رات کو میں نے بھی تو کہا کہ لڑکوں کی یہ کچھ
حالت ہوئی۔ اور یہ بھلی چنگی زندہ ہے کبھی اس کی بیماری کو سوچتی کبھی اپنے خیالات
میں غرق ہو جاتی اور جب یہ خیال آجاتا کہ اس بدنصیب کو حکیم یا ڈاکٹر تو در کنار۔
آدھی کا شربت اور دھیلے کی دوا بھی نصیب نہ ہو گی تو کلیجہ ٹوٹ جاتا دوپہر
اسی ادھیڑ بن میں ہو گئی یہانتک کہ شام سر پر آئی اور مودود حسب قاعدہ گھر
میں آیا اب لاریب مصلحت اور فطرت کا مقابلہ تھا خوب سمجھتی تھی اچھی طرح جانتی
تھی کہ واقعہ کا علم مفید ہو گا مگر مصلحت ماممتا کے سامنے ہیٹی پڑی اور بیٹی کی محبت
ضرورت پر غالب آگئی دن بھر کے سخت بخار نے مریض کی حالت اور بھی ردی کردی
تھی کئی دفعہ منہ میں دودھ دیا مگر نہ پی سکی اس نے محسنہ کی جان پر بنادی میاں دروازہ
میں آیا اور سنبھلی اندر آیا اور نہ دیکھا سر پر آیا اور نہ اٹھی پوچھا کہ کیوں اس طرح
کیوں بیٹھی ہو؟ کیا بیمار ہو گئی؟
قیاس چاہتا تھا کہ محسنہ کی طبیعت میاں کے سوال کو تسکین سمجھ کر بے اختیار ہو جائیگی
مگر طبیعت سے واقف اور مزاج سے آشنا تھی کچھ جواب نہ دیا اور بچی کو لٹا
اٹھ کھڑی ہوئی اس خاموشی نے مودود کو شک میں ڈالا ہاتھ لگا کر دیکھا تو جان
میں جان آگئی اچھلا کودا ٹھٹھے مارے قہقہے لگائے ماں کے دل پر یہ کچھ گذر رہی
تھی مگر مرے اس کی ماں جو زبان سے اف کی ہو پان بنادیا حقہ بھر دیا باتیں کیں ادھر کی
کیں ادھر کی کیں اور اپنی دانست میں پوری کوشش کرلی کہ میرے رنج کا اثر میاں
پر ظاہر نہ ہو مگر عورت تھی اظہار حقیقت کے واسطے صرف زبان ہی ایک آلہ نہیں پڑھنے
والا آدمی کی صورت سے حالت سے حرکات سے سکنات سے اندرونی کیفیت کا ایک

حرف پڑھ سکتا تھا مودود متعلق تھا اور متعلق بھی بھرپور وہ رتّی رتّی اور تل تل پڑھ گیا اور سمجھ لیا کہ ماماتا نے جان پر بنا رکھی ہے ہنستا ہوا چلا گیا رات اسی طرح گذری دوسرا دن دوسری رات غرض تین دن اور تین رات یونہی بسر ہو گئے چوتھے دن صبح کو بچی ہیں رکھا گیا تھا ایک جھلنگا تھا جو پڑا تھا آج محسنہ نے جی کڑا کیا میاں کے گھر میں گھسنا تھا کہ اس کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے اس آن بان کی عورت کہ ساس اور سسرے دونوں مر گئے اور یہ تعریف کرتے مرے کہ بیٹی ہو تو محسنہ جیسی اللہ رکھے تین بچوں کی ماں بارہ سال کی بیاہی مگر آجتک ہمارے سامنے میاں سے ہنس کر بات نہ کی اسوقت آپے سے باہر تھی اور کسی چیز کا ہوش نہ تھا بڑا لڑکا خاصہ گیارہ برس کا اور سامنے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا مگر اس کا لحاظ نہ منجھلے کی شرم ماماؤں کا خیال نہ اوروں کا لحاظ روتی ہوئی میاں کے پاس پہنچی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگی۔

"للہ ڈاکٹر کو بلوا دو۔ موئودہ میری گود خالی کرتی ہے خاطر جمع رکھو یہ بچنے والی نہیں اب اس کا آخری وقت ہے اور یہ زیادہ سے زیادہ کل تک مہمان اور ہوگی اسکا ساجھا اسوقت تک کا تمہاری کمائی میں تھا ایسا نہ ہو خدا کے ہاں میں پکڑی جاؤں کیا کروں میری جان پر بن رہی ہے پرسوں سے دودھ نہیں پیا بے سُرت پڑی ہے کیسی دیکھ دیکھ کر ہنستی اور ہمک ہمک کر کھلتی تھی اُس روز تم آ گئے میں نے ڈر کے مارے لٹا دیا یہانتک گردن موڑ کر مجھ کو دیکھتی رہی۔ خدا کا واسطہ ڈاکٹر کو بلا دو۔"

مودود بیوی کی حالت پر بچی کی علالت پر خدا کی قدرت پر دل میں ہنستا اور زبان سے یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا۔

"جب تمہاری رائے میں موت یقینی اور صحت ناممکن ہے تو پھر ڈاکٹر کیا کریگا اور حکیم کیا۔"

مگر باہر آ کر سوچا کہ اس سے بہتر موقعہ اس سے مناسب وقت اب کونسا آئیگا

وقت چُوکا تو عمر بھر روؤں گا بیماری کی شہرت دوں ڈاکٹر کو دکھاؤں حلیم کو بلاؤں اور
ں سلسلہ میں کام تمام کردوں فوراً ڈاکٹر کو بُلا لایا اور اندر لے کر پہنچا ڈاکٹر نے دیکھا
دونوں کُچلیاں صاف مسوڑے میں جھلک رہی ہیں باپ سے پوچھا نہ ماں سے
ر صلاح لی نہ مشورہ نشتر نکال دونوں مسوڑے کھولدیئے تو تھا اور غوطہ جو کچھ بھی تھا وہ
لیوں کا مسوڑے کھلتے ہی بچّی نے آنکھ کھولدی اب جو محسنہ نے گود میں لے کر دُودھ
لگی چپ چپ پینے بخار دیکھتی ہے تو آدھا بھی نہیں ڈاکٹر صاحب باہر گئے مودود اس
رض سے پوچھتا ہے کہ شائد اب خطرناک مرض کی آواز کان میں آئے اور ڈاکٹر صاحب
ہدیں کہ کوئی دم کی مہمان ہے مگر جو آواز آتی ہے وہ اُلٹی اور جو جواب ملتا ہے وہ اوندھا
کٹر صاحب تھوڑی دیر بیٹھا اور یہ کہہ سیدھے ہوئے کہ اب انشاء اللہ دوبارہ دیکھنے
ضرورت نہ ہوگی مایُوس ہو کر اندر آیا تو ماں ہنس رہی ہے اور بیٹی کھیل رہی مودود
اسنگ دل کہ اسوقت بھی ضبط نہ کرسکا اور کہدیا کہ واہ تم تو مایوس تھیں اور یہ کلکاریاں
رہی ہے اور محسنہ اتنی سخت بیوقوف کہ اس موقعہ پر بھی صبر نہ ہوسکا اور کہنے لگی کہ میرے
ہد نے میری طرف دیکھ لیا نہیں تو بچّی تو ہاتھ ہی سے چلی تھی۔ نگی میں لگے تو مجھ تنہا
رہ گئی مگر پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ کیا غضب کر رہی ہوں یہ میری محبّت اور محبّت کا
ظہار عداوت کو اور ترقی دے گا جُھک کر بچّی کو لیا اور اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا
دوں کو موت کہاں موت تو اچھوں ہی کو آتی ہے میں تو ہنس رہی ہوں اتنا کیا نہیں
جھتی کہ خدا دُشمن کو بھی بیٹی نہ دے مگر تقدیر کی بات ہے کہ لوٹ پیٹ کر اچھی ہوگئی
ں تو سمجھی تھی پاپ کٹا لیکن دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے کہ دانت بند ہوگئے آنکھیں
ر گئیں دماغ ٹھنڈا ہوگیا ہاتھ پاؤں مُڑ گئے مگر پھر سنبھل گئی شائد سنبھالا ہی ہو۔
مودود ـ تمہاری باتیں بھی عجیب اُلٹی ہیں بچہ نہیں ہوں جو تمہاری ان مکاریوں
ں آجاؤں بیمار تھی تو تڑپ رہی تھیں بلبلا رہی تھی اب جو اطمینان ہوا تو باتیں

بنا رہی ہو جو مجھ کو دشمن وہ تمہارا دوست جو مجھ کو آگ وہ تم کو ٹھنڈک جو مجھ کو زہر وہ تم کو شہد بس تم اس بچّی کو لو اور خوش رہو اب میرا تمہارا واسطہ کیا اور محبّت کیسی دشمن کا دوست بھی دشمن سے کم نہیں +

(۴)

اس واقعہ کے بعد سے اور اتنی گفتگو کر کے مودود نے کچھ ایسی کروٹ لی کہ آٹھ ہی دن میں سارا گھر پریشان ہو گیا گھر میں جانا اس نے چھوڑا اندر سونا اس کا گیا بیوی سے بات چیت اس نے بند کی خرچ کی پوچھ گچھ اس نے ختم کی۔

ایسی ہی کچھ اشد ضرورت ہوئی یا جی گھبرایا اور بھڑک اُٹھی تو گیا ایک آدھ بات جھوٹی سچی کی اور چلا آیا انتہائے نفرت یہ تھی کہ خرچ کی طرف سے بھی جس کا انحصار صرف اس کی ذات پر تھا ایسا غافل ہُوا کہ دینا تو درکنار پوچھتا تک بھی تو نہیں کہ کیا اُٹھا اور کیا چاہیے محسنہ یُوں میاں کی خوشامد میں اس کی آؤ بھگت میں اس کی خاطر مدارات میں کسر نہ کرتی مگر ترا ہٹ تھی کہ اس نے بھی اس سلسلہ میں قطعاً گفتگو نہ کی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جب اس نے دینے کی اور اس نے مانگنے کی قسم کھالی تو ہر چیز اور ہر کام پر اس کا اثر پڑنے لگا گوشت کے بدلے دال اور پلاؤ کی جگہ خشکہ پکا۔ مودود ان سب باتوں کو دیکھ ہی رہا تھا اور سمجھ بھی مگر نہ معلوم کیا مصلحت تھی کہ اس نے اس طرف مطلق توجہ نہ کی محسنہ کا گھر بنئے کی دُکان تو تھی نہیں کہ جنس نکلی چلی آتی اس کا سلیقہ صرف اتنا تھا کہ مہینہ بھر کا سودا ڈیڑھ مہینہ چلائے آخر وہ دن بھی آ گیا کہ دونوں لڑکے بھُوکے مدرسہ چلے اور باپ کو بھی خبر ہوئی اب البتہ مودود کی آنکھیں کھُلیں اور اس نے بیوی سے آکر کہا یہ کیا غضب کہ لڑکے بھُوکے چلے گئے اور تم نے مجھ سے خرچ نہ مانگا۔

محسنہ۔ میں نے آجتک کبھی مانگا ہوتا تو اب بھی مانگ لیتی۔

مودود۔ ابتک کی بات اور تھی اوراب اور ہے تم اگر یہ چاہو کہ اس تنگی میں جز
بیونت کرکے اس بدنصیب لڑکی کا پیٹ پورا کروں اور اس کے لئے بچا کر رکھوں
تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا مجھے دینے میں عذر نہیں دُونگا اور ضرور دونگا مگر یہ یاد رکھنا کہ
میری بلا اجازت میری بلا مرضی میری بغیر صلاح میری آمدنی میں سے ایک روپیہ
ایک پیسہ ایک کوڑی بھی اگر تم نے اس پر خرچ کی تو خدا کے یہاں مواخذہ ہوگا تم کو
حق نہیں حکم نہیں اجازت نہیں کہ تم مجھ سے بلا دریافت کئے اس کو کچھ بھی کھلاؤ پلاؤ
اُڑھاؤ پہناؤ۔

محسنہ۔ مجھ کو کبھی بھی تمہارے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں ہُوا نہ اب ہے نہ آیندہ ہوگا
جس حال میں رکھوگے جس طرح پالوگے تمہاری اولاد ہے مجھ کو ضرورت کیا سبب
کیا وجہ کیا کہ خدا کے ہاں کا بوجھ اپنے سر پر رکھوں میں ہر وقت ہر بات میں ہر کام
میں تم سے کیا کیا پوچھوں گی کس کس کی اجازت لونگی روٹی ہے ٹکڑا ہے پان ہے
پتّہ ہے تم کیا ہر وقت یہاں بیٹھے ہو جو پوچھوں اور کروں دریافت کروں اور دوں
ایک کام مقرر کردو ایک بات طے کردو اور خاطر جمع رکھّو اس سے زیادہ اس کے
خلاف کچھ نہ ہوگا ہرگز نہ ہوگا۔

مودود۔ ہاں کھانا صرف اتنا کہ پیٹ بھر سکے مزے کے واسطے نہ ہو کپڑا صرف
اسقدر کہ تن ڈھک سکے نمائش سے غرض نہ ہو رہنے سہنے میں یہ تکلیف کہ
تکیہ بھی ہو نہا لچہ بھی مجھ کو پسند نہیں بلکہ اس کھٹولی کو بھی دیکھ دیکھ کر میری آنکھوں
میں خون اُتر رہا ہے دھوتر کا کُرتہ اور گاڑھے کا پاجامہ پنہا کر زمین میں ٹینچ دو کہ
کسی طرح گھر اس مصیبت سے پاک زندگی اس مصیبت سے محفوظ اور خاندان
اس آفت سے پناہ میں رہے۔

تم میرے جسم کو دیکھو میری حالت پر نظر ڈالو میری کیفیت پر غور کردیں

چارپائی سے لگ گیا آدھا بھی نہ رہا ہڈیاں نکل آئیں اس صدمہ میں اس فکر میں
اس رنج میں گیا اسی دن کو اسی وقت کو اور اسی گھڑی کو کہ مَیں بیمار ہوں اور یہہ
تندرست مَیں رنجیدہ اور یہ خوش مَیں مروں اور یہ جئیے یہ تمہارے مہینہ کے دو سَو
روپیہ موجود ہیں لو پشک لو شوق سے لو مَیں ابھی زندہ ہوں میری زندگی تک میرے
لڑکے بھوکے نہ مرینگے روٹی ان کو ان کے کتّوں کو وہ چار کو کھلا کر اور دس کو پہنا کر
کھائیں گے اور پہنیں گے مَیں ان پر سے اشرفیاں لٹانے کو موجود ہوں مگر
لکھ لو سمجھ لو اور یاد رکھو کہ یہ مصیبت کی چوٹ آفت کا ذخیرہ تکلیف کی گھٹ گھڑی
اپنے ساتھ تمہاری مٹی بھی پلید کرے گی اور تم کو وہ دن دکھا دے گی کہ اس کی طرح تم کو
بھی پیٹ کا ٹکڑا ہو گا نہ تن کو چیتھڑا اب تمہاری عزت کا دارو مدار تمہاری شرافت
کا انحصار صرف اس پر ہے کہ میرے حکم کی تعمیل میں میرے خیال کی موافقت میں فرق
نہ ہو ورنہ کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور با آواز بلند تمہارے بچوں کے سامنے ان ماؤں
کی موجودگی میں کہ اگر اس کی پرورش اس کی تربیت میری تجویز سے خلاف میرے
انتظام سے باہر ہوئی اور تم نے اپنی مامتا کو جو مَیں نہایت خوشی سے چولہے میں ڈالنے
اور بھاڑ میں جھونکنے کو تیار ہوں محفوظ رکھا اور اس گھر میں اس چار دیواری میں
اس گھر کے کسی کونہ اور اس چار دیواری کے کسی چپّہ میں سوا اس کے جو مَیں کہہ رہا
ہوں اس کے ساتھ کوئی رعایت کی تو یہ گھر تمہارے واسطے جیلخانہ اور یہ زندگی
تمہارے لئے دوزخ اور مَیں جو اسوقت تم کو سب سے زیادہ عزیز سمجھ رہا ہوں
جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہونگا۔

موودہ کے احکام نازل بھی ہوئے اور ختم بھی تجویز کی بھی گئی اور سُنی بھی مگر محسنہ
جواب تک نہایت خندہ پیشانی اور فراخ دلی سے میاں کی ہاں میں ہاں ملا رہی
تھی اب بالکل خاموش ہو گئی میاں چلا گیا تو اس نے سوچا کہ اب کیا کرتی موودہ بیگناہ

ہستی اس نے اس دُنیا میں اب تک کوئی ایسا فعل نہیں کیا کہ ایسی سخت سزا کی مستوجب ہو میرے پیٹ کی آگ ہے مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ میں کھاؤں پیئوں اوڑھوں پہنوں یہ میرا منہ تکے دودھ کی عمر اب ختم ہوتی ہے اور اب بھی آخر دونوں وقت کھچڑی دے رہی ہوں اس حساب سے تو اب مجھے یہ حق بھی نہ رہا کہ اس کو کچھ دے سکوں یہ بھوکی بلکے روئے پیٹے مگر میں اُف نہ کروں کیونکر ممکن ہے مودود کی یہ توقع غلط بیشک غلط ظالم سے ظالم اور ڈائن سے ڈائن ماں بھی ایسا نہیں کر سکتی رونا شروع کر دیا بھوک کا وقت ہے دودھ کمبخت ہے نہیں اب کیا خاک دوں اور گھر کی خبر چھپنے والی نہیں لڑکے دشمن نہ ہوں مگر بچّے تو ہیں مامائیں اپنی ہوں مگر عزیز تو نہیں لیکن میرا تو قصور نہیں خدا کی یہی مرضی تھی جو آئی وہ اُٹھاؤں جو پڑی وہ جھیلوں۔

یہ فیصلہ کر محسنہ نے بچّی کی طرف سے منہ موڑ لیا اور اِدھر اُدھر کے کاموں میں مصروف ہوگئی بچّی اِدھر تو رہی بھوکی اُدھر چھٹا ماں کا پکھوا ہر چند ماماؤں نے لیا اُٹھایا چمکارا رکھا مگر سال بھر کی جان لاکھ دودھ پیتی اور ہزار معصوم تھی مگر ماں کی گود اور اس کی صورت اچھی طرح جانتی اور پہچانتی تھی بڑوں کا مقولہ ہے کہ چالیس دن کا بچّہ ماں کو پہچان لیتا ہے۔ ماماؤں نے ہر چند کوشش کی مگر بھوک کا علاج کیا تھا بچّی کی زبان تالو سے نہ لگی دوپہر کے وقت مودود حسب عادت کھانا کھانے آیا تو رونے کی آواز کان میں آئی دو چار لمحہ تو نہ بولا مگر جب دیکھا کہ آواز کسی طرح بند اور رونا کسی عنوان ختم نہیں ہوتا تو بیوی سے کہا" اب کیا آنا بھی گھر میں بند ہوگا یہ انتظام کر دو کہ اس کی آواز میرے کان میں نہ آئے۔

محسنہ۔ دونوں باتوں کا انتظام مشکل ہے اگر تمہارے پہلے حکم کی تعمیل ہوگی تو یہ مشکل اور اگر رونے کا علاج کر دوں تو حکم کی تعمیل ناممکن یہ چند روزہ تکلیف ہے اور

اس تکلیف سے مقصد اصلی حاصل ہو جائے گا۔

مودود۔ وہ کیا؟ کیونکر؟ اور کس طرح؟

محسنہ۔ بھوکی ہے دودھ کا پتہ نہیں کھچڑی پر لگی ہوئی ہے تم نے منع کر دیا میں نے تعمیل کر دی خاموش تو ہو نہیں سکتی کلیجہ کو لگ رہی ہے یُوں ہی روتے روتے مَر جائے گی۔

مودود۔ اگر تم کو اس نتیجہ کا یقین ہے تو اچھی بات ہے خدا کرے ایسا ہو میں آج دن بھر گھر میں نہ آؤں گا۔

محسنہ۔ مگر کھانا تو کھا لو۔

مودود۔ نہیں بس آج کا فاقہ ہی اس کمبخت کے سر رہا۔

غصّہ تھا بات کی پیچ تھی جو کچھ تھا محسنہ اس الزام سے پاک نہیں ہو سکتی کہ اس نے کامل نَو گھنٹے ایک معصوم ہستی کو جو اس کے کلیجہ کا ٹکڑا تھی دودھ سے پھڑکایا جب شام کے چار بج چکے ہیں اور بچّی روتے روتے نیلی پڑ گئی تو البتّہ مامتا نے جوش کیا اُٹھی اور قریب آئی بچّی کی صورت دیکھتے ہی آنکھ سے آنسو نکل پڑے ہمک کر گود میں آئی دودھ مُنہ میں لیا اتنے عرصہ کی چھوٹی ہوئی صورت دیکھتے ہی مُسکرا دی بچّی کی یہ مُسکراہٹ ایک پہاڑ تھا جو ماں کے دل پر گرا دودھ پلاتی اور غور کرتی رہی موءُودہ گود میں آتے ہی اور دودھ لیتے ہی پٹ سو گئی الگ سے لٹا مُنہ پھیر آنسو پونچھ اُٹھی تھی کہ سامنے سے بڑا لڑکا ودود آیا واقعات سے واقف معاملات سے باخبر اور حالات سے آشنا تھا ماں کو روتا دیکھ کر متاثر ہُوا اور پوچھا روتی کیوں ہو۔

ماں۔ کچھ نہیں اس بچّی کمبخت کو رو رہی ہوں کہ دُنیا بھر کو موت ہے اور اس کو نہیں۔

ودُود۔ تمہارے کہنے سے ابّا جان کی خواہش سے لوگوں کی کوشش سے کیا

ہوسکتا ہے اگر واقعی موت آتی ہے تو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر نہیں تو یہ کوشش فضول اور یہ خواہش بیکار مجھے معلوم ہے ابّا جان نے جو حکم دیا ہے مگر تم کو حق ہے کہ اُن کے ایسے حکم کی جو ناجائز و غلط ہو تعمیل نہ کرو اور اگر تم کو اس میں تامل ہو تو میں ان کے اس حکم کو توڑ دیتا ہوں اور کھچڑی پکوا دیتا ہوں۔

اتنا کہہ کر دُودُو نے ماما سے کھچڑی پکوائی اور ماں کو لاکر دیدی کہ جسوقت یہ اُٹھے کھلا دینا یہ بھی کوئی بات ہے کہ بچّی بھوکی مر رہی ہے اور رزق نصیب نہیں ہوسکتا۔
بچّے کے اس کہنے سے محنہ کو کچھ تقویت سی تو ہوئی مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ زبردست کے بسوے بیس یہ خود ابھی بچّہ ہے رو کے روٹی مانگنے والا ہے کسی قابل اگر اس نے مخالفت کی اور باپ نے ناخوش ہو کر اس کو نقصان کو پہنچا دیا تو بھی تو میرے ہی کلیجہ کو لگے گی۔

ان ہی خیالات میں مستغرق رہتی اور وقت کہیں سے کہیں پہنچ گیا بچّی اتنی دیر کی تھکی ہاری پڑکر جو ڈھیر ہوئی تو رات کے ۹ نو بج گئے اور اس نے کروٹ نہ لی ادھر تو یہ گذری اُدھر میاں مودودا سی امید پر خوش اور توقع پر شاداں تھے کہ حکم کی تعمیل ہوئی اور ہو رہی ہے سال بھر کی لڑکی بساط ہی کیا کہ میرا مقابلہ کرسکے چار پانچ میں گاڑ دوں گا۔ آٹھ بجے کے قریب اندر آیا تو سناٹا تھا بچّی تو بچّی بچّے بھی خاموش اور بچّوں کی ماں بھی گُم سُم اطمینان سے بیٹھا شوق سے کھانا مانگا اور مزے سے کھایا کھا چکا تو بیوی سے کہا کہو اس کمبخت کی کیا کیفیت ہے جیتی ہے یا مرگئی۔
بیوی۔ اس کے کیا اپنے ہاتھ میں اور میرے کیا اپنے بس میں ہے یہ تو خدا کا حکم ہے آئی ہوگی آجائیگی۔

میاں۔ جو مَیں دریافت کرتا ہوں اس کا جواب دو زندہ ہے؟
بیوی۔ ہاں ابھی تک تو زندہ ہی معلوم ہوتی ہے چار پانچ گھنٹے سے سو رہی ہے۔

میاں۔ ممکن ہے مرگئی ہو آخر تکلیف تو کافی پہنچی ہے تم دیکھ لو تو کبھی ٹین ہوگئی ہو اور
تم سمجھو سو رہی ہے ایسے میں سویرا ہے فارغ ہو جائیں ورنہ رات بھر مُردے کو لئے
بیٹھی رہوگی۔

بیوی۔ نہیں ابھی تو زندہ ہی ہے۔

میاں۔ خیر زندہ ہے تو مجبوری ہے +

(۵)

تین یا چار مہینے اس طرح سے گذرے کہ مامتا سے مجبور ہو کر تو خیر ورنہ محسنہ اب
خود چاہتی تھی کہ کسی طرح موٗدوہ کا پردہ ڈھک جائے اس کی تکلیف سے متاثر اور
اس کی ایذا سے بیچین ہونا فطرتی تھا مگر بعض اوقات ایسی سخت لاپرواہی کرتی کہ اگر
موٗدوہ سخت جان نہ ہوتی تو پھنکا بھی نہ کھاتی ماں کا یہ رنگ دیکھ کر گھر بھر نے توجہ کم
کردی اور حالت یہ ہوگئی کہ گھنٹوں اکیلی لیٹی مُڑ مُڑ کر ایک ایک کا مُنہ تکتی اور ہاتھوں
کے اشارے کرتی یہ خون کا جوش تھا کہ باپ کی صورت دیکھتے ہی ایسی کھلکھلاتی اور
اسقدر ہنستی کہ سب متعجب ہو جاتے مودود بھی کن انکھیوں سے سب کچھ دیکھتا اور
زبان پر نہ لاتا ایک روز کا ذکر ہے کہ ماں نہا رہی تھی بچے مدرسے گئے ہوئے تھے
مامائیں اپنے کام میں تھیں کہ مودود نے بوٹ مانگا بچی اب خاصی ڈیڑھ برس کی تھی
باپ کی یہ آواز سُن کر لڑکتی لڑکاتی اپنی جگہ سے چلی اور اسی دالان میں آئی جہاں
باپ کھڑا تھا بوٹ اُٹھایا اور ایک پاؤں لے کر پہنچی اسوقت مودود کوئی کاغذ
دیکھ رہا تھا کہ کان میں اوں اوں کی آواز آئی دیکھا تو موٗدوہ۔ اس زور سے چیخ
ماری کہ اُچھل پڑی۔ بھاگ مُردار یہاں سے دونوں مامائیں دوڑی آئیں تو یہاں
یہ سوانگ دیکھا ایک بولی آپ نے بوٹ مانگا تھا؟

مودود۔ ہاں اتنی دیر سے مانگ رہا ہوں وہ نہانے چلی گئیں تم لوگوں کے کان میں

ٹیاں ہیں کہ آواز ہی نہیں جاتی۔

ماما۔ اے ہے میاں یہ آپ کا بُوٹ لے کر آئی ہیں سامنے بیٹھی دیکھتی رہتی ہیں کہ بُوٹ یہ ہے۔

اسوقت مودود نے بچّی کی طرف دیکھا تو معصوم ہاتھ میں بوٹ لئے حسرت سے باپ کا چہرہ تک رہی تھی امید یہ تھی کہ مودود کا پتھر دل پسیج جائیگا مگر اس سنگ دل کے دل پر کچھ ایسی تاریکی اور آنکھوں پر کچھ ایسی گھٹا چھائی ہوئی تھی کہ دیکھا اور ماما سے کہا خیر۔ آیندہ یہ میرے سامنے نہ آنے پائے اُٹھاؤ فوراً لیجاؤ۔

بچّی چلی گئی تو ماں باہر آئی سُنا کہ بچّی نے یہ کیا اور باپ نے یہ۔ ٹھنڈا سانس بھر کر خاموش ہو گئی۔

جُوں جُوں بچّی کی عُمر ترقی کر رہی تھی باپ کی عداوت لحہ بہ لحہ بڑھتی جاتی تھی اور اب اس کو یہ یقین ہو رہا تھا کہ نا شُدنی موؤدہ جیئے گی اور میری چھاتی پر مونگ دلے گی مگر اس کے ساتھ ہی ایک دوسری مصیبت یہ تھی کہ اس کی عداوت سے زیادہ موؤدہ کی رغبت باپ کی طرف بڑھ رہی تھی ہر چند ماں احتیاط کرتی تھی کہ یہ سامنے نہ جاویگی مگر اس فتنی کا یہ حال تھا کہ جہاں باپ نے گھر میں قدم رکھا اور اس نے ابّا ابّا کہہ کر چیخنا شروع کیا مجبور محنہ کو یہ انتظام کرنا پڑا کہ باپ کے داخل ہوتے ہی ایک ماما اس کو روتا دھوتا زبردستی گود میں لے سامنے سے ہٹ جاتی مودود یہ سب منظر دیکھتا تھا گو زبان سے کچھ نہ کہتا تھا مگر سمجھتا سب کچھ تھا لڑکی تین سال سے اوپر ہو چکی تھی کہ برسات کے بعد ایک روز مودود کو بخار چڑھا کنوار کا مہینہ تھا گھر کے گھر پڑے ہوئے اور مودود کا گھر بھی شفاخانہ بنا ہُوا تھا میاں بیوی بچے نوکر چاکر سب بخار میں لوتھ تھے ہاں تندرست تھی تو صرف دو جانیں ایک بڑھیا ماما ایک بدنصیب موؤدہ، مودود کے سر میں شدّت کا درد تھا بُڑھیا سے کہا سر دبا دے بُڑھیا

دباتی رہی اور خاصی دو ڈھائی گھنٹے تک اس کے بعد خود اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹنے لگے اُٹھی اور ہائے ہائے کرتی وہ بھی جا پڑی اب گھر میں اگر کوئی گھر والا تھا کوئی تندرست کوئی صحیح الدماغ تو یہی تین برس کی جان مودہ بڑھیا کا فعل دیکھ چکی تھی کوئی روکنے ٹوکنے والا تھا نہیں چپکی اُٹھ باپ کے پلنگ پر جا ننھے ننھے ہاتھوں سے سر دبانے بیٹھ گئی مگر دبا کیا خاک رہی تھی کبھی اس کے بال سنوارتی کبھی ماتھے پر ہاتھ پھیرتی مودود بیخبر پڑا تھا اور کچھ نہ معلوم تھا کہ کون ہے اور کیا کر رہا ہے سہ پہر کو ذرا بخار ہلکا ہوا آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہے کہ بچی سرہانے بیٹھی سر دبا رہی ہے دو زبردست جذبات کا مقابلہ تھا عداوت اور شفقت دونوں طاقتیں موجود تھیں اور ایک رد کن علالت کی بھی تھی توقع تھی کہ شفقت فطرت ہے اور انسانیت ظاہر اسواسطے ہم نے اس کے وجود کو تسلیم کر لیا کہ دو زبردست جذبات تھے عداوت ظاہر اور شفقت پوشیدہ اور گو واقعات اس توقع کا بطلان کر رہے تھے اور اب بھی کیا مگر یہ وہ جذبہ تھا جو انسانیت کا جزو تھا بچی کی صورت دیکھتے ہی آج تو چڑ چڑا ہو ہی رہا تھا بدن میں آگ لگ گئی ہم اس کو بھی شفقت پر محمول کرتے ہیں کہ غصہ کے نتیجہ کا خاص اظہار نہ ہوا ممکن ہے مارتا پیٹتا دھکا دیتا یا جو جی چاہتا کرتا مگر صرف اتنا کہا "بھاگ یہاں سے خبردار جو اب کبھی آئی"

اس سے انکار نہیں کہ اس حکم کا لہجہ تیز اور غصہ ظاہر تھا اور اگر یہ کہنا غلط ہے کہ بچی اپنی خدمت کو محسوس کرنے کے بعد شفقت کی متوقع تھی تو یہ کہنا صحیح کہ اس کا جذبۂ خدمت فطری تھا اور دنیا نے پہلا سبق اس کو غلط دیا المختصر بچی روتی بسورتی چلی گئی اور مودود اُٹھ کر باہر پہنچا۔

(۱۴)

کہا جاتا ہے کہ لڑکی کی بیل اور لگڑی کی بیل دنوں میں اور راتوں میں کہا گھٹتو

میں اور گھڑیوں میں لمحوں میں اور پلوں میں کہیں سے کہیں پہنچتی ہے۔ موؤدہ کے
معاملہ میں تو یہ مثل اصل ہوگی دن آنکھ بند کرکے اور مہینے ہوا کی طرح گذر گئے اور
دیکھتے ہی دیکھتے لڑکی خاصی پانچ سال کی ہوگئی یہ تعجب تھا کہ بیماری آئی وبا آئی چیچک
چمکی ہیضہ پھوٹا جوان بچے بڈھے لڑکے گھر کے گھر صاف ہوگئے مگر بال بیکا نہ ہوا تو
موؤدہ کا سوا اس ایک موقعہ کے کہ کچلیوں میں بخار ہوا پورے پانچ برس آئے اور
گئے مگر ہم نے تو کبھی سنا نہیں کہ آج اس کی انگلی بھی دکھی ہو۔ یہ کھلی ہوئی بات تھی کہ
اب سنگدل باپ کو معصوم بیٹی کی زندگی کا یقین کامل تھا اور موت کا وہ خیال جو
غلبۂ افکار میں کبھی کبھی تسکین دیدیتا تھا رفتہ رفتہ زائل ہوتا گیا اور اب اس کو پورا
اطمینان ہوگیا کہ یہ آفت یقینی مصیبت اٹل اسوقت اس کو صرف اپنی عقل پر افسوس
آتا تھا اور ہمیشہ وہ خاموشی کے ساتھ اپنی اس غلطی پر لعن طعن کرتا تھا کہ اس کا گلا گھونٹ
دیتا ابتدائی ایام میں کوئی مشکل کام نہ تھا مگر اب جبکہ یہ چیونٹی ہاتھی اور یہ بچھڑا سانڈ
بن گیا تو ہر کوشش فضول اور ہر تجویز بیکار ہے اسوقت تک علاقہ بلا شرکت
غیرے سات پشت سے قبضہ میں چلا آرہا تھا اب یہ کیسی جوتیوں میں دال بٹی ہاں
ایک صورت ہے ہندوؤں میں شائد لڑکی کا حصہ نہیں لاؤ تبدیل مذہب کرلوں
نہ معلوم عیسائیوں میں بھی ملتا ہے یا نہیں مگر عیسائیوں کے ہاں ایسا ظلم ہرگز نہ
ہوگا ان کا مذہب نہایت معقول ہے بہتر ہے کہ اسلام کو سلام کروں اور عیسائی ہوجاؤ
مگر ایک خرابی اور آ کر پڑے گی بیوی کمبخت سے ہرگز امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ
عیسائی ہوجائیگی اور نہ بچے ہی ایسے معقول ہیں کہ دور اندیشی سے کام لینگے مگر حصہ اور
ترکہ کی مصیبت تو میرے بعد میں آئیگی اور اس طرح میں خود ہی مصیبت میں پھنس
جاؤں گا جیتے جی بچے چھٹ جائیں گے اور پھر نہ معلوم یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے
لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک کمبخت لڑکی پیدائش سے کس مصیبت میں

پھنس گیا کہ ہر وقت کا غم سر پر سوار رہے زندگی کی بہار اور جینے کا لطف سب ختم ہو گیا کوئی صورت ایسی نہیں کہ اس کو زہر دیدوں بیوی کمبخت ایسی ناہنجار ہے کہ اگر یہ چاہتی تو ایک بچّی کا کام تمام کر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر کمبخت اس لائق ہی نہ نکلی بہرحال اب تو یہ مصیبت کسی طرح ہٹنے والی نہیں اور اگر اب ہی سے انتظام نہ کیا گیا تو جس طرح اب کفِ افسوس مل رہا ہوں عمر بھر ملوں گا۔

یہ آخری فیصلہ تھا جو موودود نے قطعی کیا اور اسوقت سے وہ لڑکی کی چال ڈھال کھانا پینا کپڑا لتّہ بات چیت غرض ہر چیز پر ایک خاص نظر رکھنے لگا بیوی کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے غیر معمولی احتیاط شروع کر دی یہ وہ وقت تھا کہ گرمی کے قیامت خیز دنوں میں جب موودود اور محسنہ برف خانوں اور خسخانوں میں لڑکوں کو لیکر آرام کرتے بدنصیب بچّی گاڑھے گزی کے موٹے کھدّری کپڑے پہنے لو کے جھکڑوں میں بیٹھتی اور وہیں پڑ کے ڈھیر ہو جاتی یہ واقعہ ہے کہ محسنہ اس خیال سے لرزتی اس ظلم سے کانپتی اور جتنی دیر تہ خانے میں بیٹھتی بالیقین اس کو ٹھنڈے جھونکے لو کے تھپیڑوں سے کم نہ تھے مگر مجبور تھی اور خوب سمجھتی تھی کہ غصہ روز بروز اور دشمنی لمحہ بلمحہ بڑھ رہی ہے اگر اُف کرتی ہوں تو نہ معلوم کیا مصیبت آئے اور کیا غضب ڈھائے رات کو سارا گھر دومنزلے اور سہ منزلے پر اجلی برف چادروں پر پھولوں کی خوشبودار سیجوں پر سوتا مگر وہ بدنصیب بدبخت گھر کی انگنائی کے بھی ایک کونہ میں وہی موٹے کپڑے پہنے تخت پر پڑ رہتی دن کا کھانا تو ایسا تھا کہ خیر محسنہ کسی نہ کسی طرح تلافی کر دیتی مگر رات کا کھانا جو موودود کے آنے پر نکلتا اور وہیں ختم ہو جاتا موؤدہ کو حرام تھا اور یہ تو کبھی ہوا ہی نہیں کہ فصل کی ترکاری موسم کا میوہ بازار کی مٹھائی موودود لایا اس کے سامنے آئی تو اس میں موؤدہ کا حصّہ بھی لگا ہو۔

محسنہ تو خیر ماں تھی اس کے دل پر جو گذرتی ٹھیک مگر بھائی بھی اور خصوصاً بڑا

ان مظالم کو محسوس کر رہا تھا اور جب موقعہ ملتا اور کوئی چیز ہاتھ لگتی وہ بہن کو پہنچا دیتا
کئی مرتبہ قصد کیا کہ باپ سے اس معاملہ میں گفتگو اور اس انتظام پر بحث کرے
مگر ماں نے اجازت نہ دی خاموش ہوگیا موؤدہ لاکھ بچہ تھی لیکن تھوڑی بہت عقل
آ گئی تھی اور اگر زیادہ نہیں تو جو ہوتا وہ دیکھ سکتی اور جو کہا جاتا وہ سمجھ سکتی تھی وہ باپ
کی نگاہ ماں کی آنکھ بھائیوں کی نظر سب پہچانتی تھی اور خوب سمجھتی تھی کہ جس پیٹ
کی اولاد بھائی ہیں اسی کی مَیں مگر اس لئے کہ وہ لڑکے ہیں چمکتے لال اور اسواسطے
کہ مَیں لڑکی ہوں بھاری پتھر حالتوں میں یہ فرق ہے*

(۷)

تین چار سال اور آنکھ بند کر کے گذرے اور موؤدہ اب خاصی سات آٹھ
برس کی تھی باپ کی تکلیف روز بروز زیادہ اور اذیت دن بدن ترقی کر رہی تھی
اور اب تو یہ کیفیت تھی کہ دشمن اور دشمن بھی قاتل باپ سے بہتر تھا کہ ظالم جب نگاہ
پڑتی زہر میں بجھی اوّل تو اب ماں نے ہی اس کا ہڈرا لونڈیوں سے بدتر بنا رکھا
تھا ٹاٹ اور کمبل تو نہیں مگر ہاں گاڑھے گزی کے کپڑے ضرور تھے اور اگر کبھی کبھا
چوری چھپے ماں ممتا کے جوش میں کچھ کرنا بھی چاہتی تو وہ بھی کپڑے لتّے میں نہیں
بلکہ کھانے پینے میں اس طرح کہ میاں کے سامنے تو وہی جوار مکئی کی روٹی اور دال
چٹنی بھیجدی مگر جب وہ چلا گیا تو بُلایا گھر کے کھانے میں سے کچھ دیدیا مگر یہ انداز
جب تک نادان تھی نبھہ گیا ہوشیار ہوئی تو اس نے قطعاً یہ سلسلہ موقوف کر دیا
ماں لاکھ خوشامد اور بھائی ہزار منتیں کرتے مگر وہ اس کھانے کے علاوہ جو باپ کے
سامنے ملا اور دوسری چیز کو حرام سمجھتی ماماؤں نے سمجھایا مغلانیوں نے بہلایا لیکن
اس ضدن نے بات چھوڑی نہ آن توڑی۔
محسنہ کے دل پر یہ صدمہ کچھ کم نہ تھا نوالے اس کے حلق میں اٹکتے ہر چند

کوشش کی کہ موؤدہ باپ کے بعد کچھ کھا پی لیا کرے مگر کھانا تو درکنار اس نے سُنا بھی نہیں مصیبت پر مصیبت ماں کے واسطے یہ اور سخت تھی کہ اس درد کا علاج اور اس دُکھ کی دوا نظر نہ آتی تھی بظاہر اور یہ ظاہر کیا در حقیقت اب موؤدہ کے واسطے میکا ایک جیل خانہ تھا بلکہ قیدیوں کی حالت تو پھر بہتر ہوتی ہے کہ یہ روحانی اذیت جو ہر لمحہ اس کے دل پر گذر رہی تھی نہیں ہوتی محنت مشقت مصیبت قیدیوں پر جو کچھ بھی ہو مگر موؤدہ کے واسطے یہ خیال عذاب دوزخ سے کچھ کم نہ تھا زندہ باپ جیتی ماں آباد میکہ خوشحال گھر ہوتے ساتھے وہ دُنیا کی ہر آسائش سے محروم تھی یہاں تک ہُوا ہے کہ برسات کی ساری فصل صاف گذر گئی نوکروں اور ماماؤں کے بچوں تک نے آموں کے چھلکوں اور گٹھلیوں کے ڈھیر لگا دیئے مگر نہ ہاتھ میں آنا آم نصیب ہُوا تو موؤدہ اور صرف موؤدہ کے ہر کوشش سے نا امید اور ہر امید سے مایوس ہو کر اب محنہ کے پاس صرف ایک صورت تھی اور وہ یہ کہ بیٹی کے ساتھ اس نے بھی کھانا پینا چھوڑ دیا آموں کی بھری ہوئی جھلیاں جامنوں کے لبالب ٹوکرے آتے اور برباد ہوتے دس دس دس سیر گھی کی کڑاہیاں چڑھتیں مگر اس کو سب قسم تھا۔ خدا کی شان دیکھو جس لڑکی کی زندگی ان مصائب سے پُر اور آفات سے لبریز تھی اس کی ابتدائی کیفیت یہ رہی کہ اُستانی سے محض اپنے شوق اور محنت سے کلام اللہ پڑھا لکھنا سیکھا کتابیں پڑھیں اور ایک وقت ایسا آیا کہ سارا گھر اس کی ہستی سے پریشان رہتا باپ کسی طرح ماں کسی طرح اور بھائی کسی طرح مگر اس کی اپنی کیفیت یہ تھی کہ ہر وقت کسی نہ کسی کتاب میں منہمک ہے۔

ماں اچھی طرح سمجھ سکتی تھی کہ نکاح موؤدہ کی ان تکالیف کو ختم اور زنجیر مصائب سے آزاد کر دے گا اور اگر اس کا بس چلتا تو یہ مبالغہ نہیں کہ وہ شاید دو ہی برس کی بچی کا نکاح کر کے سبکدوش ہو جاتی لیکن مصیبت اور خرابی یہ تھی کہ وہ اس قسم کا

ذکر بھی تو میاں کے آگے نہ کرسکتی تھی جہیز کا انتظام کتنا ہی ضروری اور باقی چیزوں کا
بندوبست کتنا ہی لازمی ہو مگر وہ اپنے دل میں فیصلہ کرچکی تھی کہ نیلے ڈورے دے کر
رخصت کردوں بلا سے موٹے کپڑے اور خالی ہاتھ وداع ہوجائے مگر کسی طرح
باپ کی دہلیز سے نکلے۔

موودو کے دل میں بیٹی کے نکاح کا خیال روز محشر سے کم نہ تھا وہ اب جبکہ
کہ بیٹی قریب قریب جوان ہوچکی تھی اور اس کی حالت دیکھ کر غیروں کا کلیجہ کٹتا تھا
اسی فکر میں تھا کہ اگر خدائی موت اس کے واسطے نہیں تو میں ہی اس کا کام تمام
کردوں لیکن یہ گھڑی کہ میں داماد کی صورت دیکھوں یا کوئی شخص میری زندگی میں
میری بیٹی سمجھ کر موؤدہ کو میری چوکھٹ سے لے جائے نہیں آسکتی سب سے پہلے
یہ میرا خود شکار ہوگی اس کے بعد اس کی ماں اور پھر میں اپنے ہاتھ سے خودکشی کر
پاپ کاٹ دوں گا۔ موودو کا یہ قصد مصمم تھا مگر دل میں وقت کی بات ہے کہ عید کے
روز موودو کو کچوریاں مٹھائی ترکاری الغم بلغم ہزار قسم کی چیزیں لے کر نہال نہال
گھر میں گیا لڑکے ساتھ تھے بیوی کے آگے لا کر سامان رکھا حصے لگا رہی تھی
اور باپ بیٹے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ موؤدہ نے جب سے ہوش سنبھالا اور
پرورش کا یہ رنگ اور باپ کا یہ ڈھنگ دیکھا اسوقت سے وہ خود اس کوشش
میں مصروف تھی کہ اگر باپ اس کا منحوس چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا تو وہ بھی نہ دکھائے
مہینوں اپنی صورت باپ کو نہ دکھاتی مگر چوری چھپے چک کے پردے سے ادھر
سے اُدھر سے اس کی صورت آپ دیکھ لیتی کچھ باپ ہی پر منحصر نہیں اپنی طرف سے
وہ ماں اور بھائیوں کو بھی اپنی صورت سے یا گفتگو سے تکلیف نہ دیتی جبکہ درحقیقت
گھر ایک جیل خانہ تھا چوہوں کی طرح خاموش اس کوٹھری میں جو ماں نے
اس کو دیدی تھی پڑی رہتی لکھتی پڑھتی رہتی سہتی اور اس طرح الگ تھلگ کر کسی

کانوں کان [illegible] بھی خبر نہ ہوتی کہ ا[illegible] آدمی ہے یا اناج ہاں اپنی ماںتا سے اور بھائی
اپنی محبّت سے جب [illegible] تو البتہ اُن سے بات کرلیتی ورنہ وہ تھی اور اسکی کوٹھری
یا اُستانی - موودہ دکھار ہا ہنس رہا بچّے اُچھل رہے اور کُود رہے تھے کہ مؤذن نے
ظہر کی اذان دی کچھ دیر تک تو موءُدہ اس خیال سے خاموش رہی کہ باپ چلا جائے
تو باہر نکل کر وضو کرلوں مگر جب یہ دیکھا کہ وہ کھانا کھا پی ہاتھ دھو دھلا بچّوں سے
باتیں کرنے لگا اور نماز کی قضا کا وقت آگیا تو مجبور اُٹھی اور دبے پاؤں باہر نکل کر
لوٹا بھر واپس جارہی تھی کہ موودہ کی نظر اس پر پڑ گئی اور یہ کئی مہینے کے بعد اتفاق
ہُوا تھا اور اگر نماز ہی جیسی اشد ضرورت نہ ہوتی تو وہ مرجاتی اور باپ کو اپنی
صورت نہ دکھاتی موودہ دیکھتے ہی آگ بگولا ہوگیا اس لئے اس سے پہلے ہی جب
دیکھا ایک اچٹتی ہوئی نظر پڑ گئی مگر آج جو غور سے دیکھا تو قد بلی کا بلی اور ڈیل فیل
کا فیل قیاس چاہتا تھا کہ عید کے روز جب موودہ کا گھر بیوی بچّے نوکر چاکر درودیوار
عید کی خوشی میں مگن ہیں موءُدہ کی حالت زار باپ کے دل پر نشتر کا کام کرے گی
مگر وہ کمبخت دیکھتے ہی آپے سے باہر ہوگیا اور بیوی سے کہا کہ سب معاملے چھوڑ کر
اور تمام واسطے توڑ کر ایک اتنا تعلق باقی رہ گیا ہے کہ مجبوری اور معذوری گھر میں
آجاتا ہوں وہ بھی تم کو منظور نہیں کہ اسوقت بھی تم نے اس ناہنجار کی صورت مجھ کو
دکھا کر خون پانی ایک کردیا عید کی تمام خوشی خاک میں مل گئی -

محسنہ کے کپڑے قیمتی تھے اچھے تھے زیور اُجلا ڈورے نئے میاں پاس بچّے
سامنے روپیہ موجود نوکر آگے بہ ظاہر رنجیدہ ہونے کی کوئی وجہ اور مغموم ہونے کا
کوئی سبب نہ تھا مگر ماںتا والی ماہی اس کی حالت کا اندازہ اور اس کی کیفیت کی
قدر کرسکتی ہے لباس اس کو کاٹتا تھا زیور اس کو ڈستا تھا عید اس کو مصیبت اور
خوشی اس کو آفت تھی جسوقت اس نے بچّی کو آتے دیکھا اور اس حال میں کہ زیور

اور کپڑا تو درکنار ہاتھ کی مہندی اور سر کا تیل بھی نصیب نہیں گو یہ چیزیں ایسی تھیں کہ محسنہ بطور خود آسانی سے انتظام کر سکتی تھی مگر ڈرتی تھی کہ لگ لپٹ ہی تو نہ معلوم کیا آفت آئے اسوقت بچّی کو اس طرح دیکھ کر اس کا دل اندر سے کٹ گیا موُوہ خاموشی کے ساتھ آئی اور چلی گئی اس نے آنکھ اُٹھا کر بھی باپ یا ما کی طرف نہ دیکھا وضو کیا اور نماز میں مصروف ہوگئی محسنہ نے آج قصد کیا تھا کہ ہمّت کرے اور بلا سے جان بچے یا جائے اور آن رہے یا ٹوٹے میاں سے کہوں تو سہی کہ آخر ایک روز خدا کو بھی منہ دکھانا ہے ابھی قصّہ مصمم ہی ہوا تھا کہ میاں کی لتاڑ پڑنی شروع ہوگئی جل تو پہلے ہی رہی تھی میاں کی خفگی نے اور بھی بھلسا دیا کہنے لگی۔

"برس کا برس دن ہے دُنیا اُجلے کپڑے نئے زیور اوڑھ پہن رہی ہے اس بدنصیب کا باپ کی کمائی میں ایک پیسہ کا حصّہ بھی نہیں کہ سر گوندھ لیتی مائیں اس سے اچھا پہن کر تو کر اس سے اچھا اوڑھ کر عید منا رہے ہیں مگر اس کے بدن پر اس گرمی میں کہ ہاتھ سے پنکھا نہیں چھوٹتا وہی گاڑھے کا کُرتہ اور گزی کا پاجامہ ہے فقیر سے فقیر اور ذلیل سے ذلیل بھی آج اپنی اپنی حیثیت کے موافق کھا پی رہے ہیں لیکن اس بدنصیب کی تقدیر میں کچھ نہ تھا اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھا ایک موٹی روٹی ڈال چٹنی سے کھالی یہ منحوس ہے بدنصیب ہے آفت ہے مصیبت ہے مگر جوان ہوگئی ہے اس کا باپ کاٹ دو اور گھر سے رخصت کرو جو ہوگا وہ بُھگتے گی اور جو پڑے گی وہ اُٹھالے گی۔"

محسنہ کہہ رہی تھی اور آخری فقرہ ابھی ختم بھی نہ ہوا تھا کہ مودود لال پیلا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

"کیا کہا جوان ہوگئی تو کیا شادی کر دوں اور داماد کو اپنی آنکھ سے دیکھ لوں غارت ہو جائے تجھ جیسی بیوی جو مجھ کو اس کام کی ترغیب دے اور چاہے کہ میں

اس کی شادی کر دوں اس دہلیز پر آج تک آستین کے سانپ داماد کی صورت نظر نہ آئی اب تجھ جیسی بدبخت کے بہکانے سے میں اس کی شادی کر دوں جان سے نہ مار ڈالوں تجھ کو اور اس کو اس سے پہلے کہ اس نامراد اور تجھ ناشاد کی مُراد پوری ہو کیا ضرورت ہے اس ناہنجار کے اس گھر میں رہنے کی میں اب اس کی اس گھر میں صورت دیکھنی نہیں چاہتا اگر تو زیادہ ٹرائی تو تجھ کو بھی نکال باہر کر دوں گا۔

اس کا جواب یہی ہو سکتا تھا کہ محسنہ خاموش ہو جاتی مگر موؤدہ کی حالت زار کا منظر ایسا نہ تھا کہ بدنصیب ماں کا دل اتنی جلدی بھلا دیتا اِس نے دل میں سوچا کہ میری نیت درست اور میرا مطالبہ جائز ہے زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ جو زبان سے کہہ رہے ہیں وہ پورا کرینگے اگر یہ وقت آنا ہے تو آج نہ آیئگا کل آیئگا میں اس قربانی کے واسطے تیار ہوں اتنا سوچتے ہی محسنہ اُٹھی اور کہنے لگی اگر اس کی ضرورت گھر میں رہنے کی نہیں ہے تو میں نے تم کو اس کے مار ڈالنے یا نکال دینے کو کبھی منع نہیں کیا ان ہر وقت کے کچوکوں سے کیا حاصل اس نے تمہارے گھر میں آنے کی خود خدا سے خواہش نہیں کی اس کی پیدائش خدا کا کام ہے اس کا نہیں اگر تم اس کو یا مجھ کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہو تو جو سزا تجویز کرو ہم دونوں اس کے واسطے حاضر ہیں

یہی شادی زندہ رہی تو کرنی ہی پڑے گی دُنیا کا دستور ہے سب کرتے آئے ہیں تم کیا انوکھے کرو گے۔

اب مودود تھر تھر کانپ رہا تھا اس کو امید نہ تھی کہ بیوی اس طرح میرے مُنہ در مُنہ موؤدہ کی حمایت کرے گی اور شادی کا تذکرہ اس آزادی سے کرے گی آگے بڑھا اور یہ کہہ کر باہر چلا گیا" ٹھہر دونو کو مزہ چکھاتا ہوں +

(۸)

رات کے دس بجے مودود غصّہ میں تھر تھر کانپ رہا ہے سامنے ایک کرسی پر

بڑا لڑکا وُدود خاموش بیٹھا ہے مودود نے سوچتے سوچتے بیٹے سے کہا تم ابھی بچے ہو دور اندیشی تو نہیں آتی یہ بہن نہیں تمہاری جان کی دشمن ہے کیا تم اسوقت کے واسطے زندہ رہ سکتے ہو جب ایک شخص تمہاری بہن کا شوہر بن کر اس کا مالک ہوگیا ہے اور وہ اس تعلقہ اور جائداد میں اسلامی حصہ کے دعوے دار نہ ہونگے میں نے آج اسی وجہ سے کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں تمام علاقہ تم تینوں کے نام ہبہ کر دیا کہ کسی غیر کے قبضہ میں نہ جائے مگر افسوس تمہاری بدنصیب ماں پر ہے جس کو خدا نے مطلق عقل نہیں دی اور وہ اس ناہنجار لڑکی کی شادی کی ترغیب دیتی ہے بھلا آجتک دادا پردادا کسی نے بھی داماد کی صورت دیکھی جو میں دیکھوں یہ علاقہ خدا تم تینوں کو نصیب کرے دُعا کرو کہ کسی کی آئی اس کمبخت موءودہ کو آجائے کہ میں اس ہر وقت کے عذاب سے رہائی پاؤں۔

علاقہ کی تقسیم اور باپ کے ان خیالات کا اثر بچوں پر یہ پڑا کہ تینوں لڑکے جو اس سے پہلے بہن پر کبھی کبھی رحم کی نظر ڈال لیتے تھے اب وہ بھی فرنٹ ہو گئے منجھلا اور چھوٹا نوخیز بچہ ہی تھے بڑا البتہ اکیسویں[21] سال میں تھا اور علاقہ کا بڑا انتظام اس کے سپرد روپیہ ہاتھ میں آتے ہی اس کی آنکھیں اور ہوگئیں باپ نے ہر چند دبانا چاہا مگر ہاتھی کے دانت نکل چکے تھے اس کان سننا اور اس کان اُڑا دیتا۔

گرمی کا موسم تھا اور جیٹھ کا مہینہ مودود نہانے جا رہا تھا کہ فالج گرا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں بالکل ہی بیکار ہوگیا منہ پر کچھ ایسا پڑا کہ زبان اُلٹتی تک نہ تھی بمشکل تمام اُٹھا اُٹھو زنانہ میں لائے پلنگ پر لٹا دیا پردے چھوڑے حکیم آیا ڈاکٹر جمع ہوئے مگر افاقہ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تیسرا دن تھا اور شام کا وقت کہ وُدود نہا دھو کپڑے پہن نہا ہواخوری کو جاتے وقت کھڑے کھڑے باپ کو بھی دیکھنے آیا مودود بہت مشکل سے ایک آدھ بات کر سکتا تھا اشارے سے بیٹے کو بٹھایا اور اشارے ہی سے کہا کہ تیل کی مالش کی ضرورت ہے وُدود بھلا باپ کی اس ضرورت کی

کیا پروا کرتا ہوا خواری کا وقت سیر سپاٹے کے دن جانے کو دیر ہو رہی تھی ایک ایک لمحہ گھنٹہ تھا بہت اچھا کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور چل دیا۔

عید والے روز سے آجتک موٗودہ نے اپنی صورت باپ کو نہ دکھائی تھی مگر جس روز سے بیمار ہوا اس روز سے ہر نماز کے بعد بلبلا بلبلا کر اس کی تندرستی کی دُعائیں مانگتی اس نے باپ کی بہار تو کیا پیار بھی نہ دیکھا تھا مگر فطرتی جوش تھا کہ پردے کے پاس کھڑی دُور سے بلائیں لیتی اور نثار ہوتی باپ کی ضرورت اور بھائی کی لاپرواہی اس نے اپنی آنکھ سے دیکھی اور کان سے سُنی تڑپ گئی مگر مجبور تھی کہ سامنے جانے کا حکم نہ تھا محسنہ معذور تھی کہ اس کا ایک ہاتھ بالکل ہی بیکار تھا شام سے رات ہوئی اور رات بھی آدھی موٗودہ ڈرتے ڈرتے باپ کے کمرہ میں داخل ہوئی روشنی دھیمی کی اور تیل کی شیشی اُٹھا آہستہ سے اس کی پائنتی پاس بیٹھی اس خیال سے کہ صورت دیکھ کر باپ کو اذیّت نہ ہو اس کا دل دھکڑ دھکڑ کر رہا تھا اس نے اپنی گردن گھٹنوں میں دے کر مُنہ چھپا لیا اور مالش شروع کی یہ وہ وقت تھا کہ گھر کے تمام آدمی نیند کی لپٹ میں بیہوش تھے اور صرف ایک بدنصیب ہستی موٗودہ اپنی جان کے دشمن حقیقی باپ کی خدمت میں مصروف تھی گرمی سخت تھی اس کے موٹے کھدی کپڑے پسینے میں شور بہ شور تھے اور جس باپ کی لونڈیاں تک ململ اور لٹھے سے گھبرا رہی تھیں وہ گاڑھے میں خاموش تھی پٹھوں اور رگوں میں گرم تیل کی حرارت پہنچی اور موٗودو کی آنکھ کھُلی پہلے سمجھا محسنہ ہے مگر گزی کے کُرتہ نے اس خیال کو بدل کر اس کی محبّت کا پتہ دیا جس کی جان کا دشمن تھا تیمارداری کی رات کا باقی حصّہ مریض کی طرح آنکھوں میں کٹا یہانتک کہ نماز فجر کی اذان کان میں آئی تو موٗودو نے دیکھا کہ بچّی نے گڑگڑا کر باپ کی صحت کے واسطے ہاتھ اُٹھائے آنسو جاری تھے اس کے قدموں پر آنکھیں ملیں اور اُلٹی ٹانگ کو جو بچی تھی بوسہ دیکر کھڑی ہوئی اس خیال سے کہ کہیں

باپ کی آنکھ نہ کھُل جائے اور میری صورت دیکھ لے ہولے ہولے آگے بڑھی اور باہر چلی گئی۔ متواتر سات راتیں اسی طرح گذریں کہ محسنہ اور موٗدہ دونوں بیٹیوں نے پلک سے پلک نہ جھپکائی ماں آگ اور ردا اڑ دیتی اور موٗدہ مالش کرتی اب مودود کی حالت میں آسمان زمین کا فرق تھا یہ تو نہ ہوا کہ ایکا ایکی اپنے پاؤں سے کھڑا ہو جائے مگر ہاں اتنا ہو گیا کہ خفیف سی حرکت پیدا ہو گئی ۔

(۹)

حالت میں فرق اور مرض میں تخفیف ہونے کے بعد مودود کے خیالات نے پھر پلٹا کھایا ابتک یہ تھا کہ موٗدہ تیل مل رہی ہے آنکھ کھُل گئی دیکھ لیا اور پہچان لیا مگر آنکھیں بند کر لیں اور وہ مالش کرتی رہی لیکن اب پھر صورت زہر معلوم ہونے لگی مودود انسان تھا اور انسان بھی وہ جس کی دانائی دُور دُور مشہور تھی مگر عقل حیران ہے کہ شروع سے اب تک زبان سے تو نہیں مگر حالات سے موٗدہ اچھی طرح ثابت کر رہی تھی کہ بدنصیب لڑکیاں کس طرح ماں باپ کی غمگسار اور ان کی صورت پر نثار رہتی ہیں لیکن نہ معلوم اس عقلمند کے پہلو میں کس قسم کا دل تھا کہ ان واقعات پر بھی کسی دن رتی بھر نہ پسیجا اور اب صرف افاقہ ہی ہونے پر حالانکہ ابھی تک تندرستی کا پورا یقین نہ تھا اس محسن بچی کا کانٹا کھٹکنے لگا اسوقت موٗدہ کی عمر اکیس ۲۱ سال کی تھی اور ماں کے سوا کسی کے دل میں یہ خیال کبھی پیدا ہی نہ ہوا کہ اس کا نکاح ہونا چاہیئے مودود کو کبھی حالت مرض میں بھی پہلے بھی اور پیچھے بھی خیال اگر آیا تو نکاح کا نہیں کسی طرح اس کے اس طرح غارت کر دینے کا کہ پھر دوبارہ صورت نظر نہ آئے حکیم کی ہدایت کے بموجب مودود کو کبوتر کا شوربا مل رہا تھا۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ محسنہ بچوں کو کھانا دے رہی تھی اس نے دیکھا کہ موٗدہ جَو کی روکھی روٹی کھا رہی ہے محسنہ اس کوشش میں پہلے بھی کئی دفعہ ناکام ہو چکی تھی

جب سے موؤدہ کو ہوش آیا اور یہ علم ہوا کہ باپ مجھے اس حال میں رکھنا چاہتا ہے

اس نے اس کی تجویز سے آگے ایک قدم نہ بڑھایا محسنہ اسوقت دو چپاتیاں اور

تھوڑا سا سالن لے کر لڑکی کے پاس آئی اور کہا لے موؤدہ یہ کھالے۔

موؤدہ نے ماں کی صورت دیکھی آنکھ میں آنسو بھر آئے کہنے لگی۔

جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھ دیا وہ کھا رہی ہوں ابّا جان نے جو مقرر

کر دیا آپنے جو کچھ دلوا دیا میرا حق وہی ہے میں اس سالن روٹی کا مزہ کیا جانوں زبان

آجتک جس ذائقہ سے آشنا نہیں ہوئی میں اس کی قدر کیا پہچانوں گی مالک

کی بلا اجازت یہ کھانا جائز نہیں۔

موؤدہ کی گفتگو کیا خود موؤدہ ہی ماں کے واسطے ایک مصیبت کا پہاڑ تھی اگی

صورت دیکھتی اور کڑھتی اس کی حالت دیکھتی اور روتی اس کی مصیبت دیکھتی اور

پھڑ پھڑاتی اسوقت موؤدہ کی یہ گفتگو ایک نشتر تھا جس نے ماں کے زخم کو چھیڑ دیا

بیتاب ہوگئی مگر اس خیال سے کہ کہیں رونے کی آواز نہ نکل جائے کوٹھری میں جا پھوٹ

پھوٹ کر روئی اور آنسو پونچھ باہر آئی مگر اس واقعہ کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ صبح کے وقت

جب تینوں لڑکے باپ کے پاس بیٹھے تھے اس نے شوہر سے کہا۔

میں عرصہ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں لیکن تمہاری طبیعت درست نہ تھی اس لئے

خاموش رہی اب خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اُس نے اپنا فضل کیا۔

وُدود۔ فرمائیے۔

محسنہ۔ خود ان سے تو دریافت کرو جن سے کہنا ہے۔

مودود نے گردن کے اشارہ سے اجازت دی تو محسنہ نے کہا۔

بدنصیب موؤدہ اسوقت اکیسویں سال میں ہے مصیبت کی کوئی حد اور

آفت کی کوئی انتہا ہو اگر آج کسی سے کہا جائے تو کون یقین کرے گا کہ جس ماں کے

ہاتھوں سینکڑوں روپیہ ماہوار صرف ہوں اس کی بچی کو موٹے جھوٹے کپڑے اور مٹی کُٹی اناج کے سوا دُنیا کی ہر چیز حرام ہے میں تم کو نہیں کہتی مگر مجھ کو ایک روز خدا کو بھی مُنہ دکھانا ہے کیا کہونگی اور کیا کروں گی آخر کسی طرح یہ مصیبت ختم بھی ہوگی یا نہیں میں یہ نہیں کہتی کہ شریف ہو معقول ہو امیر ہو بلا سے دو پیسہ کا مزدور ہو مگر اس کے دو بول پڑھا کر بدنصیب کو نکال باہر کرو۔

مودود نے بہ مشکل اتنا جواب دیا۔

میں اسی روز کے واسطے زندہ رہا تھا کہ داماد کی صورت دیکھوں۔

محسنہ۔ صورت دیکھنے کی کیا ضرورت ہے منع کردو کہ اس گھر پر نہ آئے۔

ودُود۔ نکاح تو خیر ایسی تکلیف دہ چیز نہیں ہاں سب سے بڑا اندیشہ ترکہ کا ہے کہ یہ اسوقت تو مشو بلائی بنی بیٹھی ہے بعد میں رنگ لائیگی کہ ترکہ کی وارث ہوں یہ بچہ تو ہے نہیں ہبہ نامہ پر اس کے دستخط موجود ہیں اگر ایک دستاویز پر یہ اور دستخط کردے کہ میں ترکہ کا دعویٰ نہ کروں گی تو ہم اس کا نکاح کر دینگے۔

محسنہ۔ تم ایک چھوڑ چار پر کہو تو وہ دستخط کردے اس بیچاری کو کیا انکار ہے مگر کسی طرح اس بدنصیب کی مصیبت ختم کرو۔

مودود نے پہلے بیوی کی طرف اور پھر لڑکے کی طرف گھورا مگر زبان سے کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ودُود اُٹھ کر باہر گیا اور جلدی سے ایک کاغذ لا باپ سے کہا آپ کے ارشاد کے موافق یہ میں نے تیار کروالی تھی مگر بیماری کی وجہ سے سُنا نہ سکا آپ سُن لیجئے یہ کہہ کر ودُود نے باپ کو دستاویز سُنائی اور جب اس نے اتفاق کرلیا تو ماں کو دی کہ چلو میرے سامنے دستخط کروا دو۔

گرمی کی چل چلاتی دھوپ میں جب چیل انڈا چھوڑ رہی تھی مؤدہ کمبل کپڑے پہنے قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھی کہ ماں نے وہ دستاویز دے کر کہا تو اس پر

دستخط کردو موؤدہ اُٹھی دستاویز کو پڑھا اور کہا بہت اچھا۔

یہ کہہ کر موؤدہ نے دستخط کئے اور بھائی سے کہا ابّا جان کی سلامتی میں تعلقہ آپ کو مُبارک بھائی جان میں نے تو کبھی بھُول کر بھی ایسا خیال نہیں کیا آپ کیوں وہم کرتے ہیں مجھے تو خدا عزّت آبرو سے آپ کی دہلیز پر یہ دو جوڑے سالانہ اور ڈیڑھ پا مستی آٹا دیئے جائے یہی میرا علاقہ اور مال ہے اور اگر یہ بھی آپ کی یا ابّا جان کی رائے میں زیادہ ہو تو مَیں اس کے بدلے کچھ خدمت کر دیا کروں۔

ودُودا اسوقت باغ باغ تھا اس نے جلدی سے آکر باپ کو مکمل دستاویز دکھائی اور کہا ابّا جان ابّا جان کی رائے کا منشا کچھ بھی ہو مگر مصلحت یہ ہی ہے کہ ہم اس کا نکاح کرکے دیکھیں تو سہی یہ کیا رنگ لاتی ہے ہاں نکاح کسی ایسے شخص سے کرنا چاہئیے جو اپنے قبضہ کا ہو۔

کچھ بیوی کا اصرار تھا کچھ بیٹے کی ترغیب مودودنیم راضی ہوگیا مگر اسی شرط پر کہ نکاح کسی ایسے شخص سے ہو جو بالکل ہی اپنا غلام رہے اور اس نکاح کا منشا محض موؤدہ کی آزمائش ہو۔

دونو باپ بیٹے بہت دیر تک سوچتے رہے مختلف نام زبانوں پر آئے مگر کبھی مودود مخالفت کرتا تھا کبھی ودُودا آخر مُلاّ احمدؐ ایک شخص ذہن میں آیا یہ بنگالی طالب علم تھا اور صورت سے مسکین معلوم ہوتا تھا مسجد میں رہتا تھا اور مدرسہ میں پڑھتا تھا ودُود کی رائے تھی کہ ایک مختصر مکان دے کر دونوں میاں بیوی کا پندرہ روپیہ مہینہ مقرر کر دینا چاہئیے مگر مودود نے اس کو پسند نہ کیا اور تجویز یہ ہوئی کہ بالفعل نکاح کردو اگر یہ سیدھی طرح رہی تو ایک ہزار روپیہ نقد دیکر اس کو بھی بنگال بھیجدینگے۔

کجا مسجد کا ملانا کجا تعلقہ دار کی لڑکی جنم نہ دیکھا بوریا سپنے آئی کمخواب احمدؐ

کبھی کہنے والے کی صورت دیکھتا تھا کبھی اس کی اسے تو نکاح کے بعد بھی شبہ ہی رہا
کہ نہ معلوم اس میں کیا بھید ہے۔

مودود اور ودود دونو کا وہم تھا کہ وداع رنگ دیکھ کر موؤدہ بدنصیب جو
گرمی میں ٹھنڈے پانی اور جاڑے میں آگ کی انگیٹھی کو ترسی دھوتر پہنی اور چٹنی کھائی
باپ بھائی سے کیا دغا کرتی تمام عمر میں ایک دفعہ دستخطوں والے روز بھائی سے اتنی
بات بھی کرلی مگر آنکھیں نیچی سے اونچی نہ ہوئیں۔

مودود کی حالت میں افاقہ تو تھا مگر مرض کچھ ایسا پیچیدہ تھا کہ ابھی تندرست
اور ابھی بیمار ٹانگ تو اب تک کام کے قابل نہیں ہوئی اس سے تو بحث نہیں باقی
تمام جسم کے اعتبار سے تندرست تو نہیں کبھی بیمار اور کبھی خاصا سب سے بڑی ضرورت
اسی تیل کی تھی یہ خدا کا شکر ہے نوکر بھی تھے مامائیں بھی مگر گھرستی آدمی بیوی والا
بچوں والا عزیز اسوقت بھی کام نہ آئے تو کیا میدان حشر میں آئے مگر بیوی معذور
لڑکے کہنے کو ایک چھوڑ تین لیکن دونو خیر نادان ایک ہوشیار وہ کہے باپ کل کا مرتا
آج مرجائے اور ٹانگ چھوڑ ہاتھ سے بھی اپاہج ہو جائے۔

اب لے دے کر رہی ایک موؤدہ وہ غریب ہر وقت اور ہر طرح سے حاضر
تھی نوکر کو عذر ماما کو عذر بیوی کو عذر بیٹے کو عذر مگر اس بدنصیب کو عذر نہیں ہم تو
جہاں مودود کو غیر معمولی عادت کا انسان اور لاثانی باپ سمجھتے ہیں وہاں موؤدہ کو
بھی مستثنیٰ عورت اور بے مثل بیٹی چیونٹی تک کی دب کر کاٹ لیتی ہے مگر اس کی تیوری
پر کبھی میل نہ آیا یہانتک کیفیت ہوگئی تھی کہ تیل کے وقت تو آنکھیں بند کئے چپ
پڑا ہے اور اس کے بعد حکم نہیں کہ اس کی آواز کان میں آجائے۔

جس شخص کی طبیعت گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ ہو اس کی صحت اور علالت
دونوں باعث از نہر اور جس مریض کی بیماری کا یہ رنگ ہو کہ مہینوں گذر جائیں مرتے

اچھا ہوا اس سے اوپر والے بھی اُکتا نہ جائیں تو کیا کریں بالخصوص ان حالات میں جو مودود اور اس کے متعلقین کو پیش آ رہے تھے ودود ڈاکٹر کے ہاں سے دو شیشیاں ملنے اور پینے کی لا یا یہ کہنا مشکل ہے کہ قصداً آیا سہواً اگر سہو بھی تسلیم کر لیا جائے تو لاپروائی یقینی اور قطعی موءودہ سامنے کھڑی تھی اس کو دیں اس نے اسی طرح لے جا کر ماں کو دیدیں واقعات سامنے ہیں اگر محسنہ جھوٹی ہے تو موءودہ کو بھائی پر بہتان اُٹھانے کی ضرورت نہ ہمت یا وہ تیرہ برس کا لڑکا دودھ پیتا بچہ نہیں خود اس کا بیان ہے کہ موءودہ نے دوا کے وقت بھائی جان کو شیشی دی انہوں نے اپنے ہاتھ سے دوا گلاس میں ڈالی اور جُوں کی تُوں موءودہ نے لا کر ماں کو دی ماں نے باپ کو مودود کے حلق سے ایک قطرہ بھی نہ اُترا تھا کہ اس نے فوراً دوا کی کُلّی کی اور کہا "زہر دیا گیا"

ودُود دوڑا ہُوا آیا اور کہا بیشک زہر دیا گیا یہ کارروائی موءودہ نے جان کر کی زہر بیشک زہر دشمن دشمن قاتل قاتل ۔ اتنا بڑا واقعہ اور اتنے بڑے آدمی کا واقعہ آناً فاناً تمام شہر میں خبر مشہور ہو گئی مردانہ میں دوست آشنا زنانہ میں عزیز اقارب باہر نوکر اندر مامائیں غرض ہر طرف مُبارک سلامت کی دھوم تھی زہر موءودہ پر لپ گیا بڑے سے چھوٹے تک اور اندر سے باہر تک کوئی متنفس ایسا نہ تھا جس کو موءودہ کے زہر دینے میں کلام ہو بیویاں جو مبارکباد کو آ رہی تھیں پہلے مودود کو دیکھتیں اور پھر موءودہ پر لعنت بھیجتیں جو اپنی کوٹھری میں خاموش بیٹھی تھی۔

ملامت کا ڈھیر جمع ہوتے ہوتے آسمان سے باتیں کرنے لگا عورتیں اس کے چاروں طرف جمع تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

"ہے ہے ایسی ڈائن لڑکی جو باپ کو زہر دے"

موءودہ کی نگاہ نیچی تھی وہ خود خاموش تھی مگر اس کا دل کہہ رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں سما جاؤں آسمان ٹوٹ پڑے اور میں مر جاؤں شام کے وقت جب عورتیں

چلی گئیں اور وُدود نے آکر کہا غارت ہو جاتی تو کمبخت اس سے پہلے کہ ابّا جان کی موت کا خیال تیرے دل میں پیدا ہوتا تجھ جیسی ہزار زندگیاں ان ایک پر قربان سامنے سے ہٹ ناہنجار غارت ہو اور اب اپنی صورت گھر بھر میں کسی کو نہ دکھا" تو اس نے حسرت سے ماں کی صورت دیکھی اور پھر وہی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی گویا اس کی بیگناہی کا شاہد ماں اور خدا کے سوا کوئی نہیں۔

ایک بدنصیب لڑکی جس نے خوشحال گھر میں جنم لیا اور آنکھ کھول کر یہ دیکھا کہ جو کھانا نوکروں اور جانوروں تک کو میسّر آتا ہے وہ میری تقدیر کا نہیں جو کپڑا لونڈیوں باندیوں تک کو عطا ہوتا ہے وہ میرے نصیب کا نہیں باپ جس کے کلیجہ کا ٹکڑا ہوں جان کا دشمن اور بھائی جو میّا جائے ہیں صورت سے بیزار اس الزام پر لرز لرز کر روئی اور کانپ کانپ کر تھرّائی وہ اب ہر طرف دیکھتی تھی کہ شائد کسی زبان سے کسی کونہ سے کسی سمت سے حق کی آواز کان میں آئے اُستانی کا مُنہ تکتی تھی ماں کی صورت دیکھتی تھی بھائی پر نظر ڈالتی تھی مگر کوئی آواز اس کی حمایت میں کوئی شہادت اس کی صداقت میں کوئی ذی روح اس کی صفائی کا اور کوئی بھائی اس کی بے گناہی کا شاہد نہ تھا۔

وُدود باپ کے خوش کرنے کو جو جو مُنہ میں آیا کہتا رہا اسوقت موُدہ گم سُم نیچی نگاہ کئے خاموش کھڑی تھی جب وُدود نے غصّہ میں آگے بڑھ کر کہا سامنے سے ہٹ جا نہیں تو جان سے مار ڈالوں گا تو وہ ٹھنڈا سانس بھر کر پیچھے ہٹی بدن میں ایک سنسنی آئی اور جی میں کہا کیا دُنیا کی ہر لڑکی ایسی ہی بدنصیب ہے کیا ہر بیٹی کی پرورش اسی طرح ہوتی ہے کیا کوئی ایسا نہیں کہ مجھ کو اس مصیبت سے چھُٹکارا دلوائے چکّر آیا اور چکّر کے ساتھ نیچے گرتے ہی بیہوش ہو گئی۔

کیسی توجہ اور کس کی تدبیر وُدود نے باآواز بلند کہا یہ اور مکر گانٹھا خبردار جو کسی نے اُٹھایا فریبی کو پڑا رہنے دو مُردار کو اتنا کچھ کہا اور ابھی فریب سے باز نہیں آتی۔

ماں باپ بھائی نوکر ماما ئیں سب دیکھ رہے تھے کہ ایک مظلوم لڑکی صرف اس لئے کہ وہ لڑکی کیوں ہے ایک مکان کے صحن میں بیہوش پڑی تھی مگر اتنا کوئی نہ سُنا کہ عطر نہیں تو اس کو مٹی ہی سُنگھا دیتا۔

مودود یہ سب کچھ دیکھ اور سُن رہا تھا اس نے وُدُو کو پاس بُلایا اور کہا احمد کو لاؤ زہر کی خبر وہ بھی سُن چکا تھا اور یہ بھی کہ میری ہی بیوی نے یہ گل کھلایا نادم و شرمسار سامنے آیا تو مودود نے آہستہ سے کہا ڈولی لاؤ اور اس کمبخت کو ابھی یہاں سے لے جاؤ کرایہ میں دونگا فوراً اس کو لے کر اپنے وطن روانہ ہو جاؤ ٭

(۱۰)

صُبح کے سات بجے محسنہ ایک پلنگ پر خاموش لیٹی ہے اس کے برابر آرام کرسی پر مودود پڑا ہے اس کے دونوں بچے بڑا اور منجھلا دونوں طرف بیٹھے ہیں چند لمحہ خاموش رہنے کے بعد ماں نے وُدُو کی طرف دیکھا اور کہا۔

تم لوگ اگر اس مرض سے واقف ہوتے جس میں میں گرفتار ہوں اس درد سے باخبر ہوتے جس نے میری جان پر بنا دی اس مصیبت کو سمجھ سکتے جس نے میری یہ حالت کر دی اس مامتا کو پہچان سکتے جس نے دُنیا میری نگاہوں میں اندھیر کی تو آج مجھ سے معافی مہر کے خواہشمند نہ ہوتے اگر باپ خدا اور رسولؐ سے برگشتہ ہو کر اسلام سے پھر چکا تھا تو یہ تمہارا کام تھا کہ جس باپ کے احسانات سے تمہاری گردن سبکدوش نہیں ہوسکتی اس کی غلطیوں کی تلافی کر دیتے اور انصاف کے چھینٹوں سے اس آگ کو ٹھنڈا کرتے جو اُس کے مظالم نے عالم بالا میں بھڑکائی اِ اس فانی علاقہ کے جو باپ کی طرح ایک روز تم سے بھی علیحدہ ہونے والا ہے اتنے گرویدہ نہ ہوتے کہ دُنیا تمہاری بیوقوفی کا مضحکہ اُڑاتی جس بدنصیب کو تمہاری آمدنی میں سے پانی کا ایک ٹھنڈا قطرہ بھی میسر نہ ہُوا جس کا جسم لٹھے اور ململ کو ترستا ہُوا ماں کی

چوکھٹ سے رخصت ہوا آج وہ تم سے ہزاروں کوس دور پڑی ہے جس طرح وہ
تمہارے راج میں وداع ہوئی اس کی مثال شائد اس سے پہلے دنیا نے نہ دیکھی ہوگی
جس کرموں جلی کا کھٹکا تم کو اتنا ہے کہ مجھ بدنصیب ماں کے مرض الموت میں معافی کے
کوشاں ہو وہ شائد تمہاری صورتوں کو ترستی دنیا سے اٹھ گئی تم نے علاقہ کی تقسیم اس کی
وجہ سے کی تم نے دنیا کو دین پر بے ایمانی کو انصاف لا مذہبی کو اسلام پر لالچ کو خدا پر
اور رواج کو شرع پر ترجیح دی اور اب یہ اندیشہ ہے کہ وہ مہر کا دعوےٰ نہ کرے
ذرا عقل پر زور دو اور ہوش سے کام لو ایک بے کس اور بے بس پردہ نشین اور
مصیبت زدہ عورت تمہاری صاحب ثروت اور شریک حکومت جماعت کے مقابلہ
میں جو اپنی تجویز یعنی رواج کی عاشق اور خدا کے ارشاد کی جانی دشمن ہے کس طرح
کامیاب ہو سکتی ہے جس طرح ریگستان عرب کے جلتے بھلتے تودے تمہارے خسخانوں
کا سامنا نہیں کر سکتے اسی طرح اس رسولؐ ہاشمی کا فرمان جس کو آج دنیا سے اٹھے
چودہ سو برس کے قریب ہو گئے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر یہ سوچ لو تم تمہارا
علاقہ تمہارے لڑکے تمہارا رواج فنا ہونے والے لیکن جس کو مارتے ہو وہ زندہ
رہنے والا جس کو مٹاتے ہو وہ روشن ہونے والا اور جس کو برباد کرتے ہو وہ باقی رہنے والا
ہے موءودہ ایک لڑکی کی حیثیت میں تمہارے گھر پر نازل ہوئی تم نے جس کو زحمت سمجھا
وہ رحمت تھی اور جس کو عذاب سمجھا وہ ثواب تھا کیا انصاف اسی کا نام اور عقل کے یہ ہی
معنی ہیں کہ ایک ماں کی دوا دلادیں ایک باپ کے دو بچے ماں کے سامنے اور باپ
کی موجودگی میں اس طرح پرورش پائیں کہ ایک پھولوں کی سیجوں پر اور دوسرا ببول
کے کانٹوں میں پیارے دودو بدنصیب موءودہ غالباً دنیا سے چل بسی علاقہ تم کو اور
تمہارے باپ کو مبارک ہو ناشاد ماں عنقریب تم سے جدا ہو کر اپنی بدنصیب بچی کے
پاس پہنچنے والی ہے مگر تعجب تمہاری عقل پر افسوس تمہارے قیاس پر کہ ڈرتے ہو

اس سے جو بے زبان تھی خوف کرتے ہو اس سے جو کمزور تھی اور انتظام کرتے ہو اس
جو جوان ہو کر معصوم تھی مگر نہیں ڈرتے اس سے جس کی زبان بڑی جس کی طاقت و
اور جس کا غصّہ الامان الحفیظ ہے کیا یہ بات عقل میں آسکتی ہے کہ وہ بدنصیب
کوار پتہ میں جب باپ بھائی جیسی طاقت اس کے سر پر موجود تھی کسی ظلم پر اُف نہ
تو اب جبکہ وقت نے اس کا بل بوتہ ختم کر دیا تم سے ترکہ طلب کرے گی وہ دُو دو چلے
جاڑوں میں چولہے کے آگے بیٹھ کر رات گذارنے والی بیگناہ بہن زہر کے الزام
سزاوار نہ تھی اس جُرم میں کہ اس کی خاموش زبان باپ بھائی کے سامنے نہ اُلٹ
اس قصور میں کہ بے قصور نے زہر سے انکار کر کے تم کو نہ جھٹلایا اس کو حبس دوام
سزا ملی لیکن آج تم اور تمہارے باپ دونوں خوش ہوں کہ باپ نے جس بیٹی کی مو
کی ہمیشہ آرزو کی بھائی نے جس بہن کی زندگی کو سدا وبال سمجھا وہ غالباً دُنیا سے
رخصت ہو چکی یہ کہہ کر محسنہ نے بیٹی کا خط سرہانے سے نکالا سر پر رکھا آنکھوں سے
لگایا۔ اس کے حرف نظر آتے تھے کہ

"ہائے موُدہ"

کہہ کر ایک چیخ ماری تیسی پلٹی اور آنکھیں بند ہو گئیں۔

(۱۱)

مَیں اپنے خاندان اپنی برادری اپنے شہر کو چھوڑ کر پردیس میں شادی کرتا
ایسی کیا مصیبت آئی تھی تیرے باپ نے مجھ کو دھوکا دیا تیرے بھائی نے مجھ
فریب کیا اور تیری ماں نے مجھے دغا دی مَیں تجھ کو مودود کی بیٹی سمجھا اور یہ جا
کہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا جہیز تیرے ساتھ ہو گا نکاح پر رضامند ہُوا مجھے کیا علم
کہ تجھ سے زیادہ فقیر تجھ سے زیادہ ذلیل اور تجھ سے بڑھ کر کمین کوئی دُنیا میں نہیں
تیری وجہ سے میری تعلیم برباد اور میری زندگی غارت ہوئی مجھے تیرے پورے

نکاح کے بعد معلوم ہوئے ہیں غضب خدا کا سگی بیٹی اور آدھی کی کوڑیاں جہیز میں نہیں لیکن تو تو ایسی ناہنجار عورت ہے کہ باپ اور بھائی کیا خدا اور فرشتوں تک کو دشمن بنالے جس سنگدل کو باپ کے زہر دینے میں تامل نہ ہوا وہ اور کس کی ہوسکتی ہے مجھے ہر وقت یہی فکر سوار ہے کہ دیکھئے تو میرے ہاں کیا گل کھلاتی ہے جو لپکے تجھے پڑے ہوئے ہیں یہ قیامت تک چھوٹنے والے نہیں یقیناً تو مجھے بھی زہر دیگی یہ دوسرا ستم ہے کہ بیحیا کسی بات کا جواب نہیں دیتی۔

موؤدہ۔ جو فرمائیے اس کا جواب دوں ان باتوں کا جواب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ آپ کا ارشاد درست مجھے جو حکم دیجئے وہ تعمیل کروں۔

احمد۔ تو کمبخت اس قابل بھی نہیں ہے تیرا معمہ میری سمجھ میں نہیں آیا اور ایک میں کیا دنیا حیران ہے کہ بھید ہے کیا میں نے اس روز وکیل سے پوچھ کر سب باتیں تجھ سے کہدیں تو نا شدنی دعوے پر بھی راضی نہ ہوئی کہ مجھ پر تیرے نکاح سے جو ستم ہوئے ہیں اس کے کچھ تو آنسو پچھتے۔

موؤدہ۔ میں تو ان کی اور آپ کی دونوں کی فرمانبردار ہوں مجھے ان کے ارشاد کی تعمیل سے انکار تھا نہ آپ کی مجھے اقرار ہے کہ میری وجہ سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی اور اس نکاح میں بیشک آپ کو دھوکا ہوا اباجان نے جو ہزار روپیہ مجھ کو دیئے تھے وہ میں نے حاضر کردیئے آپ اور نکاح کی بابت فرماتے ہیں شوق سے کرلیجئے میں آپکی اور آپ کی بیوی کی دونوں کی لونڈی بن کر رہونگی۔

احمد۔ نکاح کو تو جو اصلی منگیتر ہے سگی چچا کی بیٹی اس سے ہوگا ہی مگر ہم کو کسی لونڈی باندی کی ضرورت نہیں غریب آدمی اپنا ہی پیٹ پالنا مشکل ہے لونڈی غلام کس برتے پر رکھیں گے جو اصل مدعا ہے اس کو اڑائیے جاؤ کتنے روز سے پیٹ رہا ہوں کہ جب علاقہ موروثی ہے اور تو ان کے پیٹ کی اولاد ہے تو تیرا حق ضروری ہے انہوں نے

خوشی سے نہیں دیا تو ہم عدالت کے ذریعے لینگے وہ تو اب عُمر بھر تیری صورت نہ دیکھیں گے
تیرے بھائی وُدُود مردود نے مجھُ سے صاف کہدیا کہ آیندہ اس گھر کا رُخ نہ کرنا۔
موٗوٗدہ۔ مَیں تو سب کی لونڈی ہوں مگر اسوقت کے واسطے زندہ رہنا نہیں چاہتی
باپ پر دعویٰ کروں خدا اُس سے پہلے میرا پردہ ڈھانک لے اگر تم کو میرا روٹی کپڑا
گراں ہوا اور ہو گیا ہے اور ہونا چاہئیے تو مَیں خود سلائی سی کر رہنے قابل پیدا کر لونگی
مُفت کی ایک ماما تم کو اور تمہاری بیوی کو کیا بُری ہے تم نے مجھے اُس روز مارا مجھے
شکایت نہیں مَیں اس کی سزاوار نہیں ایک دن اور ایک رات روٹی نہ دی مجھے
بالکل گلہ نہیں اِس کی عادت پڑی ہوئی ہے گاڑھے کے کُرتے بنوا دیئے یہ میرے
سر آنکھوں پر ہمیشہ سے پہنتی آئی ہوں اسی طرح زندگی بسر کرنے کو موجود ہوں جو
کھلاؤ گے وہ کھاؤں گی جو پہنا دو گے وہ پہن لونگی مگر یہ وعدہ کرتی ہوں جس قدر
تمہارا صرف ہوگا اتنی مزدوری کر دونگی تم پر اپنا بوجھ نہ ڈالونگی۔
احمد۔ مَیں دعویٰ کو کہتا ہوں اِس کا جواب دے۔
موٗوٗدہ۔ مَیں نے ابھی عرض کیا کہ مجھے تعمیل میں عُذر نہیں مگر موت اس کے بعد زندگی
سے بہتر ہے۔
احمد۔ یہ بھی صرافاً تیری عیاری ہے اگر تجھے مکّار اتنا لحاظ ہوتا تو باپ کو زہر کیوں دیتی۔
موٗوٗدہ۔ مَیں اب بھی ابّا جان کو نہیں جھٹلاتی اگر ان کی یہ رائے ہے تو صحیح ہوگی۔
احمد۔ اللہ ری عیّاری تیری گفتگو کے ہر فقرہ سے شرارت اور چالاکی ٹپک رہی ہے
مَیں تو صاف صاف کہہ چکا جب تک تُو اس گھر پر بیٹھی ہے ہرگز ہرگز میرا نکاح
نہیں ہو سکتا اگر تو دعوے پر رضامند ہو تو خیر ورنہ مجھے طلاق دینی پڑے گی تاکہ یہ
جھگڑا ختم ہو۔
موٗوٗدہ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ
ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

احمد۔ بولتی کیوں نہیں مجھے شام تک یہ جھگڑا طے کرنا ہے۔

موٗدہ ۔

احمد۔ بول کمبخت خاموشی سے کام نہیں چل سکتا زبان سے پھوٹ میں نے چچا صاحب سے وعدہ کیا ہے کہ شام تک معاملہ طے کر دوں گا۔

موٗدہ ۔

احمد۔ کیا کمبخت عورت ہے میں کہہ رہا ہوں ہاں کر یا نہ۔

موٗدہ۔ آپ مالک ہیں میں کیا عرض کروں۔

احمد۔ تو دعویٰ پر راضی ہے یا نہیں۔

موٗدہ۔ میں عرض تو کر چکی دونوں کی لونڈی ہوں آپ کی بھی اُن کی بھی۔

احمد۔ میں تجھ سے کہہ دیتا ہوں عُمر بھر روئے گی اگر دعویٰ پر آمادہ ہو جائے تو گھر بیٹھے سب کچھ آجائیگا عُمر بھر عیش کیجئیو۔

موٗدہ۔ مجھے یہ تکلیف اس عیش سے بہتر ہے۔

احمد۔ بس تو تُو رضامند نہیں ہے۔

موٗدہ۔ مجھے اقرار ہے نہ انکار آپ کی اور ان کی دونوں کی فرمانبردار ہوں۔

اب احمد کا غصہ بڑھ گیا اسنے اپنے عزیز اقارب جمع کئے اور سب کو بٹھا کر تمام واقعہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا میں اب اِس عورت کو طلاق دیتا ہوں۔

مسلمانوں کی یہ جماعت جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں احمدؔ کی داستان کو غور سے سُنتی رہیں المعنی ہر عورت بیاہی ہوئی تھی اور طلاق کے نتائج سے اچھی طرح آشنا مگر ہر عورت نے احمد کی رائے سے اتفاق کیا اور طلاق کی صلاح دی۔

دفعتاً احمد بھناکر اُٹھا موٗدہ ایک ایک کی طرف دیکھ رہی تھی کہ احمد کی تین طلاقیں اس کے کان میں پہنچیں اور غروب آفتاب سے قبل بدنصیب موٗدہ

سات مہینہ کا بچّہ پیٹ میں لئے شوہر کے گھر سے رخصت ہوئی +

(۱۴)

ودُود ایک ہاتھ میں خط لئے دوسرے ہاتھ سے سر پکڑے بیٹھا ہے مودود غور سے لڑکے کے چہرہ پر نظریں جمائے ہوئے ہے ایکا ایکی ددُود نے پھر خط کی تہہ کھولی اور اس طرح پڑھنا شروع کیا۔

امّا جان کی خدمت میں دست بستہ آداب۔ خط کا جواب کیا عرض کروں جس طرح آپ کی تابعدار تھی اسی طرح اس کی رہونگی جس کے سپُرد آپنے کیا کوارپتہ شادی سے بہتر تھا اور شادی کوارپتہ سے جب بھی خدا کا شکر تھا اور اب بھی ہے ابّا جان کی صورت دیکھے مدّتیں ہوگئیں خدا اُن کی عُمر دراز کرے نہ معلوم اب مزاج کیسا ہے۔

امّا جان آپ کی شفقت اور محبت کا شکریہ اگر میرا رونگٹا رونگٹا ادا کرے تو ممکن نہیں ہر وقت دُعا ہے کہ خدا آپ کو اپنے گھر میں خوش رکھے لڑکوں کی بہار دیکھنی نصیب کرے شادی کی گھڑیاں آئیں اور بہوؤں کی پالکیاں اُتریں میرا حال پوچھ کر کیا کیجئےگا جو گذر گئی وہ اچھی جو گذر رہی ہے وہ خوب وہاں مار پیٹ نہ تھی یہاں وہ بھی میسّر آ گئی مگر غور کیجئے تو مارنے والا بے قصور اور پٹنے والی سزاوار لیکن یہ انقلاب خدمت میں اور یہ تغیّر اطاعت میں فرق نہ آنے دیگا آپ کی کنیز تھی ان کی لونڈی آپ کی تابعدار ان کی فرمانبردار۔ ماں باپ جنم کے ساتھی ہیں کرم کے نہیں جو مقدر ہے اسکا مٹانیوالا کوئی نہیں دُنیا جس طرح گذری تھی گذر گئی اور گذر رہی ہے اب اندیشہ اُدھر کا ہے لیکن دُنیا کے ساتھ دین بھی نہ برباد ہو یہ ظاہر تو ہوا اور ضرور ہوا ماں جس نے جان قُربان کر خون جگر پلا جوان کیا ایک دن بھی میں بدنصیب اس کی خدمت نہ کر سکی باپ جس پر دُنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کا دار و مدار تھا ایک دن بھی خوش نہ رہا شوہر جو خدائے مجازی ہے صورت سے بیزار اور نام سے متنفّر المختصر دونوں جہان سے گئی اب سب کے

احسانات میرے دل پر نقش ہیں اباجان کہنے کو ناخوش ہوں مگر ایک رات جب تیل مل رہی
تھی جس محبت کی نظر سے مجھ کو دیکھتے رہے وہ مرتے دم تک فراموش نہیں کر سکتی بھائی
جان کی شادی پانچویں بقرعید کو تھی ہو گئی ہو گی رات بھر تڑپی اور دن بھر روئی کہ ہزاروں
کوس دور ہوں مجھے بیٹی سمجھ کر نہیں لونڈی خیال کرکے یاد فرمالیتیں پیاروں کو دور سے
دیکھ کر خوش ہو جاتی۔

آج دو مہینہ سے بخار روزانہ آرہا ہے دل اب جینے سے بھر چکا اسقدر عرض کرتی
ہوں کہ میرا قصور سب سے معاف کروا دیجئے اباجان کے ایک دفعہ پاؤں چومنے کا
ارمان اماجان جی میں لے کر جاؤنگی وہ مجھ سے ناخوش ہیں مگر منت سے کہونگی تو معاف
کر دینگے۔ اماجان مجھے مرنا ہے اور بہت جلد تم دونوں پر سے انشاءاللہ قربان ہونگی
خدا گواہ ہے میں نے اباجان کو جان کر زہر نہیں دیا۔

بخار چڑھا ہوا ہے زیادہ نہیں لکھا جاتا زندہ رہی تو پھر لکھوں گی سنا ہے کہ
اباجان میرا خط بغیر پڑھے پھاڑ دیتے ہیں اگر یہ خط آپ تک پہنچ جائے تو میرا قصور
معاف کروا دیجئے گا میری حالت روز بروز خراب ہو رہی ہے مرجاؤں تو صبر اور
مغفرت کے واسطے دعا کیجئے گا۔ (آپکی لونڈی موءدہ)

(۱۳)

رات کے دو بجے تھے کہ محسنہ نے موءدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

تم نے میری جو کچھ قدر و منزلت کی میرا منہ نہیں کہ اسکا شکریہ ادا کر سکوں یہ میری
بد نصیبی تھی کہ پیٹ کو آگ لگی اور لڑکی پیدا ہوئی مگر میں تم سے کہتی ہوں کہ میری بچی وہ
بچی ہے جس پر سات بیٹے قربان تم نے اور میں نے دونوں نے دیکھا کہ کوار پتہ کا زمانہ
اس نے کس طرح تمہارے در پر ختم کر دیا کہو تو سننے والے شاید مشکل سے یقین کریں
مہینوں نہیں برسوں دال اور چٹنی کے سوا کوئی غذا اس کے پیٹ میں روٹی

پہنچانے والی نہ تھی مامائیں اور لونڈیاں زندہ ہیں بچے موجود ہیں کوئی کہدے کہ اسکی تیوری پرکبھی بل آیا ہو تم نے اس کا خط پڑھ لیا اب میری حالت لحظہ بہ لحظہ ردّی ہو رہی ہے میرے سامنے اس کا قصور معاف کردو کہ مجھے اطمینان ہو۔

مودود کو خود بھی اب بعض دفعہ مرض کی شدّت میں یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ اس غصّہ خدا سے مقابلہ تھا خط پڑھ کر اس کی طبیعت پر اسقدر اثر ہوا کہ وہ تھوڑی دیر کیواسطے بالکل تپھر تھا اسوقت بیوی کی اس گفتگو سے کچھ ایسی دل پر چوٹ لگی کہ آنکھ میں آنسو آگئے ادھر بیوی کی بیماری اُدھر اپنا مرض اس پر یہ معاملہ ہر چند غور کیا کہ کچھ کرسکتا ہو تو کرلے مگر ودُود کو بلا کر صلاح لی تو وہ کانوں پر ہاتھ دھر گیا بیٹے کی گفتگو سن کر محسنہ نے مودود سے کہا

یہ تمام عمر میں پہلا اتفاق ہے کہ میں اپنے کانوں سے تمہارے یہ محبّت آمیز الفاظ اپنی بچّی کے متعلق سن رہی ہوں اپنے قدم آگے لاؤ کہ میں ان کو چُوموں تم نے میری التجا سُنی میری درخواست قبول کی میری بات رکھّی۔

اس کے بعد محسنہ نے بیٹے سے کہا۔

ودُود میاں بہن تمہاری محبّت کی بھُوکی ہے مال کی بھُوکی نہیں علاقہ خدا تم کو نصیب کرے اسے پروا نہیں تم اپنا جی نہ کڑھاؤ اتنا کہہ کر محسنہ کی طبیعت بگڑ گئی اور صرف یہ کہہ سکی۔

"مسلمان بچّی مسلمان باپ کے مال میں ایک پیسہ کی حقدار نہیں" آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے اور وہ منظر سامنے آگیا جب زہر کے الزام پر خاموش ایک ایک کا مُنہ تک رہی ہے اسوقت محسنہ نے پھر ایک چیخ ماری اور کہا۔

"ہائے بے گناہ موؤدہ"

اس کے فقرہ کے ساتھ ہی بیمار محسنہ کے ہاتھ میں شوہر کا ہاتھ اور روح عالم بالا کا سدھاری۔

(۱۴)

آفتاب غروب ہونے سے کچھ دیر قبل موؤدہ اپنے مُردہ بچّہ کو گود میں لئے قبرستان کے اندر داخل ہوئی اس نے ایک بڈھے شخص سے جو جھونپڑی میں بیٹھا حُقّہ پی رہا تھا کہا۔ اس بچّہ کو دفن کر دیجئے گا؟

بڈھا۔ اور ہمارا کام ہی کیا ہے؟

موؤدہ۔ مگر میرے پاس اسکا معاوضہ کچھ نہیں مَیں اس بچّہ کو کفن بھی نہ دے سکی۔

بڈھا۔ بس تو آگے بڑھ۔

موؤدہ۔ آپ مجھے زمین کھودنے کے اوزار دیدیجئے مَیں خود دفن کر دوں۔

بڈھا۔ کدال پھاوڑے کا کرایہ زمین کی قیمت دینی ہوگی نہیں تو چل یہاں سے۔

اب شام ہو چکی تھی نماز کا وقت تھا بچّہ کی لاش ایک قبر پر رکھ کر موؤدہ نے وضو کیا نماز پڑھی اور مُردے کو لے کر چلی۔

چاندنی رات تھی دریا سامنے لہریں لے رہا تھا کنارے پر پہنچی اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا "کیا کروں کوئی دفن نہیں کرتا" اتنا کہہ کر موؤدہ نے بچّہ کا مُنہ کھولا پیار کیا دریا میں پھینک دیا اور بآواز بلند

"اللہ اکبر"

کہہ کر آگے بڑھی۔

(۱۵)

مجھے تعجّب اور حیرت ہے کہ اس شکل وصورت اور اس عادت و خصلت کی لڑکی پر ایسا کیا بجوگ پڑا کہ گھر سے باہر نکلی ولایت اس کے چہرہ سے اور شرافت اسکی گفتگو سے ٹپک رہی ہے میرا خط جو تم اٹک کر بھی نہ پڑھ سکیں اس نے کس روانی سے پڑھا ہے کہ مَیں دیکھ کر دنگ رہ گیا حیا اس کی آنکھوں سے اور انسانیت

اس کی باتوں سے ظاہر ہو رہی ہے ذرا تم اس کو بلاؤ تو سہی۔

سر سے پاؤں تک ایک چادر میں لپٹی ہوئی موٗدہ ایک بڈھے رئیس کے سامنے حاضر تھی۔

رئیس۔ بیٹی دیکھو تم میری بیٹی کے برابر ہو اور مجھے معلوم ہو گیا کہ تم کسی بہت بڑے باپ کی بیٹی ہو اگر تم مجھے پتہ بتا دو تو میں خود تم کو تمہارے گھر پہنچا آؤں۔

موٗدہ۔ یہ ایک راز ہے جسکا افشا میرے باپ کی آبرو خاک میں ملا دیگا آپنے اپنے پوتے کی پرورش میرے سپرد کی ہے میں اسکی خدمت کرونگی اور پیٹ پالونگی۔

موٗدہ کی غربت اس کی انسانیت اور شرافت کا سکہ دونو بڈھے میاں بیوی کے دلوں پر روز بروز نقش ہو رہا تھا آخر ایک روز رئیس کی بیوی نے موٗدہ سے کہا بیٹی کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تم شوہر دار تو نہیں ہو۔

موٗدہ۔ جی ہاں بتا سکتی ہوں دنیا میں میرا شوہر کوئی نہیں۔

رات کو دونو میاں بیوی کی دیر تک اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی اور صبح کو رئیس نے بلا کر موٗدہ سے کہا۔

مجھے اب یقین کامل ہے کہ کسی شریف باپ کی بیٹی اور معقول خاندان کی لڑکی ہو تم جس میرے پوتے کی پرورش کر رہی ہو اس کی ماں سال گذشتہ میں انتقال کر گئی اور اب میری دلی آرزو ہے کہ میرا بیٹا حسن جو ولایت سے کامیاب ہو کر آیا اور اب شمالی ہندوستان یعنی تمہارے ہی ملک میں جج ہے تم اس کی بیوی بنو اور سچ مچ کی ماں بن کر اس بچہ کی پرورش کرو۔

موٗدہ کی آنکھیں اب تک زمین میں گڑی ہوئی تھیں لیکن اسوقت وہ خود زمین میں گڑ گئی میاں بیوی کے اصرار سے موٗدہ خاموش ہو گئی اور شام کو اس کا نکاح حسن ابن علی جج سے ہو گیا۔

اس نکاح کے ساتویں روز موؤدہ نے ایک جلسہ کیا اور شہر کی تمام عورتوں کو جمع کرکے یہ تقریر کی۔

میری عزیز بہنو! اسلام سے قبل عورت کی جو وقعت دُنیا میں تھی وہ تم نے آنکھ سے تو نہیں دیکھی مگر کان سے سُنی ہوگی ابھی تاریخ میں ان لوگوں کے نام زندہ ہیں جنہوں نے کئی کئی جیتی جاگتی لڑکیاں عرب کے عمیق گڑھوں میں دفن کیں کیا دُنیا اسوقت کو بھول سکتی ہے جب معصوم بچی نے جس کے دفن کیواسطے باپ گڑھا کھُود رہا تھا یہ دیکھ کر کہ اسکی ڈاڑھی اور مُنہ خاک میں اٹ گیا اپنے معصوم ہاتھوں سے اسکی خاک پونچھی مگر قصائی باپ نے پھر بھی اس کو دفن کر دیا جب یہ مظالم انتہا کو پہنچ گئے اور خدا کا غضب جوش میں آیا تو خاک عرب سے وہ پاک رسولؐ اُٹھا جس کی آواز عورت کی حمایت میں تمام دُنیا پر غالب آئی اور خدائی فیصلہ نے بتا دیا کہ جو حقوق عورت کو اسلام نے عطا کئے وہ دُنیا کی کسی قوم اور کسی مذہب میں نہیں میری پیاری بہنوں قُربان اُس رسولؐ برحق کے جو ہم کو ہر قسم کی قید سے نکالکر گھر کی ملکہ بنا گیا مگر افسوس مسلمان جس طرح مذہب مقدس کے ہر رُکن کو فراموش کر چکے اسی طرح عورت کے حق کو اور آج مسلمانوں کا شائد ہی کوئی گھر ایسا ہو جہاں بیٹا بیٹی کی پرورش میں امتیاز نہ ہو کون باپ ہے جو ایمان سے یہ کہدیگا کہ وہ بیٹی کے پیدا ہونے سے بمقابلہ بیٹے کے افسُردہ نہیں ہُوا۔

مسلمانوں نے ہماری ذلّت یہیں تک ختم نہیں کی بلکہ ہمارے مقابلہ میں رواج کو شرع اسلام پر ترجیح دے کر اپنے پاک مذہب کو ٹھکرا دیا۔

مُسلمان باپ اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ جو خلوص جو محبّت جو صداقت جو ہمدردی قدرت نے لڑکی کی ہستی میں وُدیعت کی لڑکوں میں اسکا شمہ بھی نہیں مگر ہائے مسلمانوں کی بدنصیبی قوم چار برس کی معصوم لڑکی محبّت بھرے ہاتھ پھیلائے اور ظالم باپ اس جذبہ کی قدر نہ کرے۔

مسلمانوں کے اسی مردود جذبہ کا شکار مَیں ہوں مَیں اُس باپ کی بیٹی ہوں جس کا علاقہ

دس بارہ لاکھ روپیہ سے کم نہیں مگر میری زندگی ایسی گذری کہ خدا دشمن کی نہ گذارے۔

لڑکیوں جو چیزیں تم کو ہر وقت میسر ہیں میں نے خواب میں بھی نہ دیکھیں سخت گرمی میں میرا جسم گاڑھے اور گزی سے ڈھکا اور چلے کے جاڑوں میں پھٹے پرانے لحاف اور رضائیاں میں نے اوڑھیں لیکن میں نے صبر سے کام لیا اور اپنے مذہب مقدس کے احکام کو ہاتھ سے نہ دیا اس کا بدلہ جو کچھ خدا نے مجھ کو دیا اس کا شکریہ مشکل بلکہ ناممکن۔

بہنوں میری زندگی سے سبق لو اور ہر حال میں خدا پر بھروسہ رکھو جو کانٹوں پر سے بچھونے کو دم بھر میں پھولوں بھری سیج بنا سکتا ہے۔

(۱۶)

موءودہ کی طرف سے ملا احمد کی مختاری میں ماں کے مہر کا دعویٰ عدالت میں دائر ہے موءودہ اور ودود دونوں باپ بیٹے عدالت میں موجود ہیں مقامی شہر کی زبردست شہادتیں پیش ہو چکیں مگر عدالت کی رائے اس یقین میں مذبذب ہے اس لئے موودود نے عذر کیا کہ ہمارے ہاں رواج پر فیصلہ ہوتا ہے اور لڑکی کے ترکہ کا رواج نہیں۔

رواج کے متعلق عدالت نے اکابر قوم اور عمائد شہر سے رائے پوچھی کثرت رائے نے موودود کے عذر کی تائید کی مگر چونکہ عدالت خود مسلمان تھی اس لئے یہ عذر مقبول نہ ہوا اور موودود کو اندیشہ ہوا کہ جائداد ہاتھ سے چلی جس میں مجبور ہو کر موودود نے سوال کیا کہ مختارنامہ پر دستخط موءودہ کے ضرور ہیں لیکن اس کی حاضری کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ میرے سامنے آکر مجھ سے ترکہ مانگے۔

ملا احمد نے جواب دیا کہ پردہ نشین عورت حاضر نہیں ہو سکتی کمیشن کے ذریعہ سے اظہار ہو جائے۔

بحث کے بعد فیصلہ کی تاریخ مقرر ہوئی عدالت کا کمرہ کھچا کھچ آدمیوں سے بھرا تھا ڈاکٹر جس نے معافی مہر کی حالت صحت میں تصدیق کی کھڑا سوچ رہا تھا کہ ایک برقعہ پوش عورت

عدالت میں حاضر ہوئی مودود کی طرف دیکھا اور کہا۔

آسمان اور زمین تمہارے مظالم سے تھرا رہے ہیں جس طرح اپنی بیگناہ بچّی کی پرورش تم نے کی اسکی مثال دُنیا میں نہ ملے گی آج وہ بچّی اور اسکی ماں دونوں دُنیا میں نہیں ہیں مگر تم دونوں باپ بیٹے موجود ہو اور سوچ سکتے ہو کہ تم نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

وہ وقت جب عید کے روز تم نے دُنیا بھر کی نعمتیں کھائیں اور وہ کلیجہ کا ٹکڑا اس لئے کہ لڑکی تھی چٹنی کھا کر سوئی ہمیشہ رہنے والا نہ تھا کیا تم اُس وقت کو بھول سکتے ہو جب بیگناہ پر زہر کا الزام رکھا اور وہ بیہوش ہو کر گری۔

کیا تم خدا کے اُس فیصلہ کو بھول گئے جس کی خبر اس آیت نے دی اذا الموؤدہ سُئلت تم اس فرمانبردار لڑکی سے بدظن نہ ہو وہ جس طرح کوارپنے میں تمہاری لونڈی تھی شادی کے بعد بھی رہی اسنے مُلّا احمد کی طلاق منظور کی اور باپ پر دعویٰ منظور نہ کیا۔

مُلّا جھوٹا ہے اور دستخط فرضی۔

اتنا کہہ کر عورت نے اپنا برقعہ اُٹھا کر مودود کی طرف دیکھا تو اس کے کلیجہ کا ٹکڑا موءودہ تھی چاہتا تھا کہ اس کے قدموں پر گرے مگر اس نے روک لیا اور کہا میں وہی لونڈی مگر مُلّا احمد کی نہیں اب اس جج حسن ابن علی کی بیوی ہوں۔

حاضرین تھرا اُٹھے ڈاکٹر آگے بڑھا اور کہا آج میں گواہی دیتا ہوں کہ موءودہ بیگم بیگناہ ہیں ایکہزار روپیہ دے کر مجھ سے زہر کی شیشی مودود نے تیار کروائی اتنا سُن کر موءودہ نے ڈاکٹر کو روک دیا اور کہا نہیں اس شہادت کی ضرورت نہیں زہر پینے والی میں تھی اور آج اُس قصور کی معافی باپ اور بھائی دونوں سے ہاتھ جوڑ کر مانگتی ہوں۔

اتنا کہہ کر موءودہ باپ کے قدموں میں گر پڑی اور چاروں طرف سے درازی عُمر کے نعرے بلند ہوئے۔

ختم شد

(۱۶) محمد عبدالستار صاحب جنرل مرچنٹ لداخ (۱۷) ڈاکٹر عبدالواحد صاحب پاپولر ڈسپنسری سری نگر کشمیر
(۱۸) باغ دین صاحب یو بائیو نائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ (۱۹) نورالدین صاحب براڈرک امریکہ (۲۰) فوجدار
خانصاحب براڈرک امریکہ (۲۱) ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی (۲۲) پیر بخش ولد فیض محمد صاحب
براڈرک امریکہ (۲۳) سردار محمد عبداللہ خانصاحب بہادر لوکل انسپکٹر آفیسر اکونٹس بصرہ (۲۴) مولانا
محمد محی الدین صاحب ریٹائرڈ چیف جسٹس ہائیکورٹ دکن مرحوم دہلوی (۲۵) ڈاکٹر عبدالرشید صاحب
خلف الرشید جنگو میاں صاحب ایچ ایم۔ بی۔ بلگام والا ہوبلی ڈہارواڑ (۲۶) نور محمد عبداللہ صاحب
لمھنا سوئی ہوس میمن واڑہ روڈ بمبئی نمبر ۳ (۲۷) اہلیہ خانصاحب نصیر احمد خان صاحب معرفت تحصیلدار صاحب
موگہ (۲۸) صدیق احمد خانصاحب ایچ۔ پی۔ یو معرفت تحصیلدار صاحب موگہ (۲۹) مولوی محمد حسین صاحب
وثسنولیس عالگڈھ ضلع گوجرانوالہ (۳۰) منشی وہاب بیگ صاحب سپروائزر جی۔ آئی۔ پی ریلوے بہاول
(۳۱) بیگم صاحبہ صاحبزادہ آباد احمد خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس آفتاب منزل علیگڈھ (۳۲)
ٹی نواب علیخاں صاحب ٹھیکہ دار نام پلی ویوی باغ حیدرآباد دکن (۳۳) محمد جان شوانی صاحب
اڈرک امریکہ (۳۴) جناب محمد ابراہیم صاحب کازئی آنریری مجسٹریٹ میرپور خاص سندھ
(۳۵) مہرالدین صاحب ولد بدر بخش صاحب براڈرک امریکہ (۳۶) جلال الدین صاحب میریا سولا کیلی فورنیا
ریکہ (۳۷) چراغدین خانصاحب میریا سولا کیلی فورنیا امریکہ (۳۸) محمد عظیم منشی صاحب منگلباری
ٹیٹ دارجیلنگ (۳۹) حاجی محی الدین صاحب پکھرا پورہ کامپٹی (۴۰) مولوی محمد حسین صاحب
ں فورنیا امریکہ (۴۱) احمد محی الدین صاحب ولد محمد عثمان صاحب محرر رجسٹری کنٹر ضلع اورنگ آباد دکن
۴) علی محمد صاحب ولد یعقوب علی صاحب موضع آموال ضلع جالندھر (۴۳) فتح الدین صاحب براڈرک امریکہ
۴) خان غلام سرور خانصاحب ہیڈ کنسٹیبل تھانہ کھالڑہ ضلع لاہور (۴۵) چوہدری محمد عبداللہ
صاحب گڈس سپروائزر بغداد غربی (۴۶) منشی بوٹے خانصاحب ہیڈ کنسٹیبل تھانہ کھالڑہ ضلع
ذ (۴۷) حضرت پیر باوا میاں صاحب بلسار ضلع سورت (۴۸) پیر بخش صاحب پنجابی
ڈرک امریکہ (۴۹) عبداللہ خان صاحب براڈرک امریکہ (۵۰) بابو ولی محمد خاں صاحب
ل ڈلیوری کلرک جنرل سٹورز مغل پورہ لاہور (۵۱) مرزا شاہ محمد صاحب مغل کیانی چک
جنوبی ڈاکخانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور (۵۲) مرزا ظفر حسین بیگ صاحب چک مذکور ضلع شاہ پور

(۵۰) بابو ولی محمد خانصاحب آئیل ڈلیوری کلرک جنرل سٹورز مغل پورہ لاہور (۵۱)
مرزا شاہ محمد صاحب مغل کیانی چک ۶۸ جنوبی ڈاک خانہ۔ کوٹ مومن ضلع شاہ پور (۵۲)
مرزا ظفر حسین بیگ صاحب چک مذکور ضلع شاہ پور (۵۳) مولوی فتح محمد صاحب امام
پلٹن ۱/۱۴ پنجاب رجمنٹ ساگر چھاؤنی (۵۴) خاں صاحب ڈاکٹر جہان خاں صاحب
سب اسسٹنٹ سرجن انچارج پورٹ کیمپ ڈسپینسری مارگل بصرہ عراق (۵۵) مولوی عبد الحکیم صاحب
گارڈ بہاول نگر (۵۶) ڈاکٹر غلام نبی خاں صاحب براڈرک کیلیفورنیا امریکہ (۵۷) چوہدری
ولایت حسین صاحب ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ (۵۸) عنایت خاں صاحب سیکرے
منٹو کیلیفورنیا امریکہ (۵۹) صوبیدار خاں صاحب ڈاکٹر امام علی خاں صاحب محمد پور ضلع اعظم گڈھ
(۶۰) ولی محمد صاحب ولد یعقوب علی صاحب موضع ہری پور ڈاک خانہ کوٹ باول خاں
ضلع جالندھر (۶۱) ڈاکٹر شیخ محمد اسحٰق صاحب سنیئر سب اسسٹنٹ سرجن درجہ اوّل
ریٹائرڈ ساگر چھاؤنی (۶۲) فضل الٰہی صاحب خواجہ مہتہ معرفت میسرز محمد امین برادرس
پوستھ ڈھاکہ (۶۳) چوہدری محمد کرم الدین صاحب سروے انسپکٹر بصرہ (۶۴) بیگم شیخ
محمد نصیر الدین صاحب مرحوم ڈسٹرکٹ جج (والدہ شیخ محمد ممتاز صاحب فاروقی) گجرات
(۶۵) نذیر احمد صاحب سرویرے پارٹی سروے آف انڈیا بنگلور (۶۶) منشی خانصاحب
سیکرے منٹو کیلیفورنیا امریکہ (۶۷) نعمت خاں صاحب ساکن گڈھ شنکر ضلع ہوشیار پور
حال وارد امریکہ (۶۸) تاجر عبد الحق صاحب ولد مولوی میاں محمد صاحب ساکن پٹڑی
ضلع ہزارہ حال موکھاں ڈاک خانہ ہمالن برھما (۶۹) علی محمد ایو صاحب سوداگر
صدر بازار ساگر (۷۰) صالح حسین صاحب خلف الرشید ایس۔ ایم وزیر علی صاحب پنشنر
زمیندار چونگنا ڈسٹرکٹ موہن لوئر برھما (۷۱) سیّد عبد اللہ المخلص صاحب ہیڈ ماسٹر
غازی مصطفٰے کمال پاشا ہائی سکول بمبئی (۷۲) سیّد امیر شاہ صاحب سنیئر انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول میانوالی

سلطان علی منیجر